exponovels
ثمر
[redacted]
از: حجاب فاطمہ

ثمر

از قلم حجاب فاطمہ

مکمل ناول

exponovels

"اپی آپ نے لڑکا نہیں دیکھا؟ بغیر دیکھے آپ نے ہاں بھی کر دی اور اب وہ نکاح کے لئے بھی آ رہے ہیں۔ یہ سب اتنی جلدی کیسے ہو سکتا ہے؟" وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔ وہ پندرہ منٹ پہلے ہی گھر آئی تھی جب اسے حنا کے نکاح کا پتا چلا۔ وہ جانتی تھی کہ اسکے رشتے کی بات چل رہی ہے مگر اتنی جلدی یہ تو خود حنا کے گمان میں بھی نہیں تھا۔ اسی لئے اسے کال کر کے پوچھ رہی تھی۔

"میں کیا کہوں۔اماں کی مرضی"۔وہ اتنی دیر سے اسکا سر کھا رہی تھی کہ حنا کو مجبوراً اس کے سوالوں کا یہی جواب مناسب لگا۔

کہنے کو تو حنا ممی کی بھتیجی تھی مگر وہ ممی کے خاندان کے ان چند لوگوں میں سے تھی جو اس سے پیار کرتے تھے۔وہ خود حنا سے دو سال چھوٹی تھی مگر حنا کی وجہ سے وہ اس سے فری ہو گئی تھی۔

"آپ خوش ہیں؟"وہ پتا نہیں کیوں مگر پوچھ بیٹھی تھی۔

"تم پہلی ہو جو میری خوشی کا پوچھ رہی ہو۔ہمارے ہاں تو شادی کے بعد پوچھا جاتا ہے کہ اس رشتے سے خوش تو ہو نا؟جب سوائے ہاں کہنے کے ہمارے بس میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ہمیں بس نام کا حق حاصل ہے کہ شادی میں لڑکی کی رضامندی ہو گی۔کوئی نہیں پوچھتا کہ ہم لڑکیاں کیا چاہتی ہیں۔ماں باپ رشتہ پسند کر لیتے ہیں اور ہم ان کی عزت کی خاطر سب کچھ قربان کر دیتی ہیں۔قربانی یہاں ختم نہیں ہوتی یہاں سے تو نہ ختم ہونے والی قربانیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو ہمارے مرنے پر ختم ہوتا ہے۔بس میں مر جانا چاہتی ہوں۔جلد از جلد"۔کسی ٹرانس میں کہتے حنا نے فون بند کر دیا جبکہ وہ بے جان سی کھڑی سن ہو چکی تھی۔

"اشمل کو لیکر فوراً اپنے ماموں کے گھر پہنچو"۔ممی نے بنٹی کو کال کی تھی اور بس اتنا ہی کہہ کر کال ڈسکنیکٹ کر دی۔وہ اسوقت بابا کے ساتھ حنا کے نکاح میں شرکت کے لئے گئی ہوئی تھیں۔بنٹی اس اچانک افتاد پر بوکھلا گیا تھا سو وہ تیزی سے ڈرائیو کرتے گھر پہنچا۔وہ ابھی کھانا کھانے ہی بیٹھی تھی کہ بنٹی اس کے سر پر آ پہنچا۔چلو چلو کی رٹ لگائے وہ اسے کھینچتا ہوا اپنی کے گھر لے آیا۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟تم جانتے ہو ممی کو پتا چلا تو وہ کیا کریں گی؟وہ پریشانی سے بولی۔

exponovels

وہ تو ممی کے تصور سے بھی دور بھاگتی تھی۔ ممی اسے اپنے کسی رشتے دار کے گھر نہیں لیکر جاتی تھیں۔ خوشی میں تو خاص طور پر۔ اس دفعہ بھی انہوں نے جھوٹ بولا تھا کہ اس کے پیپر زہیں اسلیئے وہ نہیں آسکے گی اور ہمیشہ کی طرح اس نے ان کے جھوٹ پر پردہ ہی رکھا تھا مگر اسطرح اچانک بنٹی کے وہاں لانے پر وہ بوکھلا گئی تھی۔

"انہوں نے ہی بلایا ہے میری ماں"۔ بنٹی اس کے بار بار ایک ہی بات کرنے پر جھنجھلا گیا تھا۔

"کیوں؟" اسے حیرت ہوئی تھی۔

"پتا نہیں"۔ وہ کندھے اچکا کر بولتے ہوئے گاڑی سے اتر گیا۔

جب وہ اندر پہنچے تو اسکے سر پر ایک بم گرایا گیا تھا۔ اپی کسی اور کو پسند کرتی تھیں مگر چونکہ رشتہ ممی نے کروایا تھا سو انکے بھائی کی ہمت نہ تھی کہ بہن کے سامنے کچھ کہہ سکیں۔ نکاح والے دن اپی اسی شخص کے ساتھ بھاگ گئی تھیں۔ لڑکے والے ممی کو باتیں سنا رہے تھے کہ اگر وہ لوگ بغیر نکاح کے واپس گئے تو انکی کتنی انسلٹ ہوگی۔ اسلیئے ممی نے اشمل کی بلی چڑھانے کا سوچا اور پھر بڑی مہارت سے اپنے شوہر کے ساتھ ساتھ لڑکے والوں کو بھی راضی کر لیا۔

"اشمل تمہاری ممی کی عزت کا سوال ہے۔ مجھے امید ہے میری بیٹی مجھے مایوس نہیں کرے گی۔ نہیں کرے گی نا؟" ابو نے روائیتی حربہ اپنایا تھا سو وہ انکار نہ کر سکی۔ ابو اور بھی کچھ کہہ رہے تھے۔ کیا؟ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔ اس وقت وہ بے بسی کی انتہا پر تھی۔

آدھے گھنٹے کے اندر اندر وہ اپی کا لہنگا پہنے تیار بیٹھی تھی۔ سب کچھ اتنا جلدی ہو رہا تھا کہ اس کے لئے یقین کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ آنکھیں تو بہت پہلے ہی سوکھ گئی تھیں سو آج وہ رو نہیں رہی تھی۔ نکاح کے بعد اسے اسٹیج پر بٹھایا گیا تھا۔ اسکا اندیکھا مزاجی خدا اسکے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔ وہ بت بنی بیٹھی تھی جس میں کوئی حس و حرکت ہی نہیں تھی۔

exponovels

تھوڑی دیر میں محمد اس کے پاس آیا تھا۔وہ ممی کا بھانجا تھا۔انتہائی شوخ اور چنچل۔اشمل کے پسندیدہ لوگوں میں سے ایک محمد بن فرمان تھا۔

"یار تم کیسے منہ لٹکائے بیٹھی ہو؟فرحان بھائی کو ایک دفعہ دیکھ تو لو۔بیچارے کب سے منتظر ہیں کہ تمہیں ایک نظر دیکھیں۔تم ہو کہ چہرہ ہی جھکائے بیٹھی ہو"۔اس نے سر مزید جھکا دیا تو فرحان کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

ممی اسے واپس لینے آئی تھیں۔وہ اسے اندر اپی کے روم میں لے گئیں۔فرحان ان سے اجازت لیکر تھوڑی دیر کے لئے اس سے ملنے آیا تھا۔وہ اندھیرا کئے صوفے پر بیٹھی تھی۔فرحان نے لائٹس آن کر دیں۔دروازے پر فرحان کو دیکھ کر اسے غصہ آیا تھا مگر اس کی شکل دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے تھے۔

"آپ سے بات کرنی تھی"۔وہ آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ اس نے اشمل کو زمین بوس ہوتے دیکھا۔

اپنے نکاح کے بعد سے اس میں کئی تبدیلیاں آگئی تھیں۔اس نے بنٹی سے بات کرنا چھوڑ دی تھی۔ممی کی باتوں کا برا منانا چھوڑ دیا تھا۔وہ ابو سے اسکی شکایتیں بھی کرتیں تو وہ اپنی صفائی میں کچھ نہیں کہتی تھی۔وہ جو پہلے ہی ریزرو رہتی تھی اس نے اپنے آپ کو ایک خول میں بند کر لیا تھا۔

خاموشی بے وجہ نہیں ہے صاحب
کوئی درد سہا ہے۔۔کسی کی لاج رکھی ہے

"میں ایم فل میں ایڈمیشن لے سکتی ہوں؟"لنچ پر اس نے پلیٹ میں منہ دیئے ہی پوچھا تھا۔آج دو ہفتوں بعد اس نے بات کرنے میں پہل کی تھی۔

"مجھے پہلے فرحان سے پوچھنے دو۔پتا نہیں ان لوگوں کا کیا پلین ہے"۔ممی جو اسے فوراً ہی گھر سے رخصت کرنا چاہتی تھیں عجلت میں بولیں۔لہجہ دوٹوک تھا۔

exponovels

"پلین جو بھی ہو یہ ایم فل کرے گی۔ رخصتی ایم فل کے بعد ہی ہو گی"۔ نہ جانے آج کیا ہوا تھا کہ بابا اسکی فیور میں بول رہے تھے۔ وہ ٹھٹھکی ضرور تھی مگر اس نے سر نہیں اٹھایا۔

"لیکن۔۔۔" ممی کچھ کہنا چاہتی تھیں مگر بابا نے اشارے سے روک دیا۔

"تم اپلائے کر دو بلکہ میں بنٹی سے کہتا ہوں وہ تمہیں لے جائے گا"۔ وہ مزید بولے تو اسے لگا آج واقعی سورج مغرب سے نکلا ہے۔

"مجھے پنجاب یونیورسٹی سے ایم فل کرنا ہے"۔ وہ بدستور پلیٹ پر جھکے جھکے ہی بولی تھی۔

"تم یہاں سے بھی پڑھ سکتی ہو"۔ ممی کو اسکی بات پر پتنگے لگ گئے تھے۔ انکی مفت کی نوکرانی جو تھی وہ۔

"ہاں بیٹا۔ یہاں سے کیوں نہیں؟" باپ کے کہنے پر اس نے افسوس سے اپنے باپ کی طرف ایک نظر دیکھا پھر دو چار لقمے لیکر اٹھ گئی۔

"تم ہم سے ناراض ہو اس لئے لاہور جانا چاہتی ہو؟" بنٹی جو کھانے کی میز پر سب کچھ سن رہا تھا اب اسکے پاس آیا تھا۔ وہ بغیر کچھ کہے ممی کا سوٹ پریس کرتی رہی۔

"تم سے پوچھ رہا ہوں میں"۔ جواب نہ پا کر اس نے استری کا پلگ نکال دیا۔ وہ دوبارہ استری آن کر کے کام میں لگ گئی۔

"یار وہ اچھا لڑکا ہے۔ ممی جانتی ہیں اسے۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ وہ تمہیں خوش رکھے گا"۔ وہ بولتا رہا مگر وہ خاموش رہی۔

"لسن۔ دیکھو تم جانتی ہو کہ میں تم سے بات کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کچھ تو کہو نا"۔ بنٹی اسکے بازو تھامے التجائیہ لہجے میں بولا تو وہ ایک نظر اس پر ڈال کر وہاں سے چلی گئی۔

For more visit (exponovels.com)

ابو نے اسکا ایڈمیشن پنجاب یونیورسٹی میں کروا دیا تھا۔پہلی دفعہ ایسا ہوا تھا کہ وہ ممی کی مرضی کے بغیر اس کا کوئی کام کر رہے تھے۔وہ لاہور آ گئی تھی مگر یہاں بھی وہ اپنے خول میں ہی رہتی تھی۔اسے وہاں آئے دو ہفتے ہو گئے تھے۔ بنٹی اور ابو اسے تقریباً روز کال کرتے تھے۔

"ہیلو"۔وہ کلاس کے بعد باہر نکلی ہی تھی کہ اسے سامنے فرحان اور اسکی بہن ملیں۔وہ بادل نخواستہ ان کے پاس آ گئی۔

"ہم آپکو لینے آئے تھے۔ہم شاپنگ پر جا رہے تھے تو سوچا آپ کو بھی لیتے چلیں"۔انعم گود میں دو سال کے ننھے عثمان کو لئے اسے اپنے آنے کی وجہ بتا رہی تھی۔وہ فرحان کی خالہ زاد بہن تھی یہ وہ جانتی تھی مگر وہ لوگ اس وقت وہاں ایسے کیوں آئے تھے وہ سمجھ نہیں پائی تھی۔

"آئی ایم سوری بٹ اس وقت بہت لیٹ ہو گیا ہے۔ہاسٹل بند ہونے میں بھی کم وقت ہی رہ گیا ہے"۔عذر واقعی درست تھا اگر نہ بھی ہوتا تو وہ نہ جاتی یہ بات تو کنفرم تھی۔

"یہ تو ہم نے سوچا ہی نہیں۔خیر کوئی بات نہیں۔پرسوں سنڈے ہے۔ہم آپکو تب پک کر لیں گے۔اب آپ چلیں ہمارے ساتھ ہم آپکو ہاسٹل تک ڈراپ کر دیتے ہیں"۔انعم نے خود سے پلین ترتیب دے دیا تھا۔اس سے پہلے کہ وہ انکار کرتی انعم نے بتایا کہ وہ ممی کی پرمیشن لیکر ہی آئے ہیں۔اس پر وہ خاموشی سے پیچھے بیٹھنے لگی تو انعم نے اسے زبردستی آگے بٹھا دیا۔

سنڈے کو انعم کے ہسبینڈ رضا بھی انکے ساتھ آئے تھے۔گاڑی وہی ڈرائیو کر رہے تھے۔ان کے آنے سے پہلے ممی اسے کال پر ایک اچھی خاصی تقریر سنا چکی تھیں کہ اسے کیا پہننا ہے اور کیسے ملنا ہے۔وہ خاموشی سے سب سنتی

exponovels

رہی۔اب انکار کا کوئی جواز نہ تھا سو خاموشی سے وہ انکے پاس بیٹھی سب سنتی رہی۔وہ پیچھے انعم کے ساتھ بیٹھی تھی۔درمیان میں عثمان تھا۔

وہ سب ایمپوریم میں شاپنگ کر رہے تھے۔انعم نے اپنے اور عثمان کے لئے بہت ساری چیزیں خریدی تھیں۔

فرحان اور رضا اپنی شاپنگ کر رہے تھے وہ بس ساتھ چل رہی تھی۔

"تم کچھ نہیں لو گی؟" انعم نے ایک دوکان سے باہر نکلتے پوچھا تو فرحان نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔اسکے ہاتھ میں ایک بھی شاپنگ بیگ نہیں تھا۔

"دولہے میاں مانا کہ رخصتی نہیں ہوئی ہے مگر پھر بھی بیوی ہے تمہاری شاپنگ کراو:۔رضا نے اسے چھیڑتے ہوئے آرڈر دیا۔

فرحان کے پوچھنے پر اس نے صاف انکار کر دیا کہ اسے کچھ نہیں چاہیئے۔انعم نے زبردستی اسکے لئے دو سوٹ لئے تھے۔ایک اس نے اپنی طرف سے اسے گفٹ کیا تھا اور دوسرے کے پیسے فرحان سے دلوائے تھے۔تین گھنٹے کی شاپنگ کے بعد اب وہ سب لنچ کر رہے تھے۔عثمان اسکی گود میں بیٹھا تھا۔وہ اسے کھانا کھلا رہی تھی۔ان دونوں کی اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی۔

"تمہاری ٹریجیڈی کا اینڈ بہت خوبصورت ہے"۔رضا نے فرحان کی طرف جھکتے ہوئے کہا تو وہ مسکرا دیا۔

لاہور میں اسکے دن سست روی سے کٹ رہے تھے۔پہلا سمسٹر ختم ہو چکا تھا۔آج اسکی بیسٹ فرینڈ اس سے ملنے آ رہی تھی سو وہ بہت خوش تھی۔

اشمل حیا کے ساتھ لنچ کرنے باہر آئی تھی۔وہ دونوں کھانا کھا رہی تھیں جب پچھلی ٹیبل سے آنے والی آوازوں نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔

"یار ماننا پڑے گا بھابھی بہت خوبصورت ہیں"۔ بولنے والے کے لہجے سے پتا چل رہا تھا کہ وہ متاثر ہو کر کہہ رہا تھا۔

"ہوں"۔ دوسری طرف سے بس اتنا ہی جواب آیا۔

"بس ہوں؟" پہلے شخص کو حیرت ہوئی تھی۔

"تو اور کیا کہوں؟ اسے میں دنیا کا سب سے برا انسان لگتا ہوں"۔ دوسرے نے بیچارگی سے کہا تو پہلے والے کا قہقہہ بلند ہوا۔

"تمہاری حرکتیں ہی ایسی ہیں"۔ سامنے والے کی گھوری کا یہ اثر ہوا کہ وہ اپنی ہنسی کنٹرول کرتا ہوا یہی کہہ سکا۔

"کیا حرکتیں ہیں میری؟" وہ کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔ حیا نے ویسے ہی انہیں ادیکھا مگر دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"اب نشے کی حالت میں وہ میرے سامنے آ گئی اس میں میرا کیا قصور؟ یا پھر اس نے مجھے تیمور کے ساتھ مار پیٹ کرتے دیکھ لیا تو میں نے تھوڑی نا چاہا تھا کہ وہ ایسے مجھے دیکھے۔ اور ویسے بھی میں نے کونسا اس سے شادی کرنی تھی۔ وہ تو دولہن بھاگ گئی تھی تو۔۔۔" وہ کہتے کہتے رک گیا وجہ شاید سامنے والی لڑکی کا اسے گھور گھور کر دیکھنا تھا۔

"تو تم نے سوچا کیوں نہ کسی اور کو دولہن بنا کر لے جاوں"۔ زنانہ آواز میں جواب ملنے پر اس کے دوست نے پلٹ کر دیکھا تو سامنے اشمل بیٹھی تھی جو حیا کو چپ رہنے کا کہہ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر فرحان کو اپنے بنا سوچے سمجھے بولنے پر ندامت ہوئی تھی۔

"چپ رہو تم۔ خود اپنے لئے تو بولو گی نہیں مجھے بھی چپ کروادو"۔ حیا اسے جھڑک کر انکی ٹیبل کے سامنے آ گئی۔ فرحان کو وہ پکس میں دیکھ چکی تھی سو دیکھتے ہی پہچان گئی تھی۔

"تم نے جب شادی نہیں کرنی تھی اس سے تو اپنی ماں کو منع نہیں کر سکتے تھے۔ پتا تھا نا کہ یہ تمہیں پسند نہیں کرتی ہے تو خود ہی منع کر دیتے"۔ وہ اب فرحان کے سر تھی۔

exponovels

"حیا چلو یہاں سے"۔وہ اسکا ہاتھ تھامے اسے باہر چلنے کے لئے تقریبا کھینچتے ہوئے بولی۔کافی جدوجہد کے بعد وہ اسے باہر لے گئی۔

"کیا ضرورت تھی یہ سب کرنے کی؟" اشمل کو اس پر غصہ آیا تھا۔

"تم نے سنا نہیں وہ کس ڈھٹائی سے بات کر رہا تھا"۔حیا نے جل کر کہا۔

"تو کیا ہو گیا؟ نکاح ہو گیا نا۔بس چھوڑو اب"۔وہ اتنے آرام سے کہہ رہی تھی جیسے نکاح نہ ہو کوئی چھوٹا موٹا کام ہو جو ہو گیا سو ہو گیا۔حیا بے بسی سے اسے دیکھتی رہی۔

"تم نفرت کرتی ہو اس شخص سے۔کیسے رہو گی اسکے ساتھ؟ اسکے گھر میں ایک چھت کے نیچے"۔وہ اسے یاد دہانی کروا رہی تھی۔

"جیسے اپنے گھر میں رہتی ہوں"۔وہ شان بے نیازی سے کندھے اچکاتے ہوئی بولی۔

"یہ تمہاری پوری زندگی کا سوال ہے؟" حیا کو اس پر غصہ آیا تھا۔

"بے فکر رہو زیادہ نہیں رہی۔پچھلے تیئس سال اپنے گھر والوں کے ساتھ گزار لئے ہیں تو یہ جو تھوڑے سے ہیں وہ بھی گزر جائیں گے"۔وہ آرام سے گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کہہ رہی تھی۔

"ایسا کیوں سوچ رہی ہو؟" حیا کے دل پر مکا لگا تھا۔سو اسکے ہاتھ تھامے بولی۔

"سوچنا کیا ہے؟ جب صبح، دوپہر، شام زہریلی ڈوز ملتی ہو تو یہی ہونا ہے"۔ایک دم سے اسکی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

"تم ایک نشئی کے ساتھ کیسے گزارا کرو گی؟" حیا واقعی اسکے لئے پریشان تھی۔

"یہ بات نکاح سے پہلے میرے باپ کو سوچنی چاہیئے تھی۔نکاح کے بعد مجھے نہیں"۔وہ زہرخند لہجے میں بولی۔

exponovels

"بنٹی نے کچھ نہیں کہا۔ اس دن وہ ہمارے ساتھ ہی تھا نا جب ہم نے اسے نشے میں دیکھا تھا"۔ حیا کو اپنی دوست کے لئے افسوس ہو رہا تھا۔

"کیا ہوتا ہے اس سے ؟ اسکی سگی بہن تھوڑی نہ ہوں جو وہ میری فکر کرتا پھرے"۔ وہ بے تاثر لہجے میں بولی۔

"تمہیں برا فیل نہیں ہوتا؟ کیسے صبر کر لیتی ہو؟" حیا آنسو ضبط کرتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"سب سمجھتے ہیں مجھے تو کچھ فیل ہی نہیں ہوتا۔ ہوتا ہے مجھے فیل۔ سب فیل ہوتا ہے۔ اچھا برا سب۔ بٹ کیا ہے نا کہ میری فیلنگز کا کسی کو احساس نہیں ہوتا۔ اس لئے کوشش کر رہی ہوں کہ فیل کرنا ہی چھوڑ دوں۔ دیکھو میں نے رونا بھی چھوڑ دیا ہے۔ اپنے نکاح پر بھی نہیں روئی تھی میں۔ ڈھیٹ بنتی جا رہی ہوں"۔ وہ اپنی ہی حالت پر ہنس رہی تھی حیا اس سے لپٹ کر رو دی۔

"ترس کھا رہی ہو مجھ پر؟" اشمل نے اسے چھیڑا تو اس نے اشمل کے کندھے پر مکا رسید کیا۔

"خیر تم نے کھانا تو کھانے نہیں دیا چلو تھوڑی سی شاپنگ کرتے ہیں"۔ اسے خود سے الگ کر کے وہ نارمل دکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"لگتا ہے پاکٹ منی ملی ہے جناب کو"۔ حیا نے اسے چھیڑا۔

"پاکٹ منی"۔ وہ تمسخر سے ہنسی۔

"پے ملی ہے مجھے"۔

"اب بھی انکل تمہیں پاکٹ منی نہیں دیتے؟" اس ایک اور انکشاف پر حیا حیران تھی۔

"پہلے وہ نہیں دیتے تھے اب میں نہیں لیتی ہوں۔ ان کے پیسوں کے بغیر گزارا کرنا سیکھ لیا ہے میں نے"۔ وہ ہنستے ہوئی بولی تھی مگر اسکی ہنسی میں جان نہیں تھی۔

"تو کیا تمہاری فیسز بھی تم خود پے کرتی ہو؟" حیا پریشان ہوئی تھی۔

exponovels

"ہاں۔اس میں کونسی بڑی بات ہے بی ایس کی فیسز بھی میں نے ہی پے کی تھیں"۔وہ اسکے پریشان ہونے پر اسے ایسے دیکھ رہی تھی جیسے یہ کوئی نئی بات ہو۔

"مگر اب تم ہاسٹل میں رہتی ہو۔سو خرچے ہوتے ہیں"۔ابھی وہ کچھ کہتی اشمل نے اسکی بات کاٹ دی۔

"میرے ہوتے ہیں نا تو مجھے ہی ان کا حل نکالنا ہوتا ہے۔اب اگر یہ سب پوچھ تاچھ ختم ہو گئی ہو تو چلیں؟"وہ بیزاری سے بولی تو حیا نے ہاں کرنے پر ہی اکتفا کیا۔وہ اسکا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔

مرنا تو اس جہاں میں کوئی حادثہ نہیں

اس دور ناگوار میں جینا کمال ہے

آج چار ماہ بعد وہ گھر جا رہی تھی۔خوشی نام کی کوئی بھی چیز اسکے چہرے پر نہیں تھی۔مایوسی سے سر جھکائے وہ ایک ہاتھ میں ہینڈ بیگ اور دوسرے میں ٹریولنگ بیگ لئے باہر نکلی تھی۔تبھی کوئی بالکل سامنے آ کھڑا ہوا تھا۔

"کیسی ہو؟"اس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔سامنے فرحان کھڑا تھا۔نہ جانے کیوں اس کی آنکھوں میں نفرت بھر آئی تھی جسے دیکھ کر وہ ٹھٹھک گیا تھا۔

"کیسی ہو؟"اسکے چہرے کے تاثر دیکھ کر وہ ایکدم سے سنجیدہ ہوتے ہوئے بولا۔

"ٹھیک"۔اس نے مدھم آواز میں جواب دیا۔

"مجھے آنٹی نے کہا تھا کہ تم نے گھر آنا ہے تو تمہیں ساتھ لیتا آوں"۔وہ اپنے آنے کی وجہ بتا رہا تھا۔لفظ آنٹی پر اس نے زور دیا تھا۔اشمل کے چہرے پر ناگواری دوڑ گئی۔

"تھینکس بٹ میں خود چلی جاوں گی۔آپ کو خواہ مخواہ زحمت ہو گی"۔وہ ہرگز اس شخص پر بھروسہ نہیں کرنا چاہتی تھی سو بیزاری سے بولی۔

exponovels

"وہ ناراض ہوں گی"۔ فرحان نے عذر پیش کیا۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی ممی کی کال آگئ جو اسے فرحان کے ساتھ آنے کا کہہ رہی تھیں۔ وہ جل کر رہ گئ۔ وہ یہاں سب سے دور اسی لئے آئی تھی تاکہ کچھ وقت اکیلے سکون سے گزار لے۔ مگر اسے مزید ایسا ہوتا نظر نہیں آرہا تھا۔

"چلیں"۔ کال ڈسکنیکٹ کرکے وہ کچھ سوچتے ہوئے اسے بولی۔ جوابا وہ اسکا سامان گاڑی میں رکھنے لگا۔ تب تک وہ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکی تھی۔ فرحان نے خاموشی سے گاڑی سٹارٹ کردی۔

"کھانا کھایا ہے آپ نے؟" گاڑی یونیورسٹی سے باہر نکلی تو اس نے ایک نظر اس پر ڈال کر پوچھا۔ جواب نہ ملا تو اس نے اسکی نظروں کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ چونکی۔

"میں بات کررہا ہوں آپ سے"۔ وہ بظاہر سامنے دیکھتے ہوئے اس سے مخاطب تھا۔

"سوری میں نے سنا نہیں"۔ وہ شرمندہ سی بولی۔

"شاید آپ میرے ساتھ ان کنفرٹ ایبل فیل کررہی ہیں"۔ وہ اب بھی سامنے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

"جب پتا ہے تو خاموش رہو"۔ وہ سوچ کر رہ گئ۔

"کیا پڑھتی ہیں یہاں؟" وہ اس سے باتیں کرنا چاہتا تھا اور ایک وہ تھی جو شاید چپ کا روزہ رکھ کر آئی تھی۔

"اللہ کیا یہ بندہ خاموش نہیں رہ سکتا؟" اسے غصہ آیا تھا مگر خاموش رہی۔

"کیا پڑھتی ہیں؟" اس نے سوال دوبارہ دوہرایا۔

"اکنامکس"۔ اشمل نے اسی ایک لفظ پر اکتفا کیا۔ پھر کافی دیر گاڑی میں خاموشی رہی جسے فرحان کے موبائل ٹون نے توڑا۔

exponovels

"اس میں ایک انویلپ پڑا ہے وہ نکال دیں پلیز"۔ فرحان کان پر فون لگائے کسی سے بات کرتے ہوئے اسے کہہ رہا تھا۔

اشمل نے جیسے ہی ڈیش بورڈ کھولا اس میں سے ایک خالی کین اسکے قدموں میں آکر گرا تھا۔ فرحان اسکے سفید پڑتے چہرے کو دیکھ کر رہ گیا۔ اس نے جلدی سے انویلپ نکالا اور کین باہر پھینک دیا۔ کافی دیر گاڑی میں خاموشی چھائی رہی۔ فرحان کی موبائل ٹون نے اس خاموشی کو دوبارہ توڑا۔

"تم سے آکر بات کرتا ہوں میں"۔ اس نے اتنی درشتی سے کہا کہ اشمل کا دل بند ہونے لگا تھا۔ اسکی آنکھوں کے سامنے ماضی کی ایک پرچھائی لہرا گئی۔ اس کی آنکھیں بھر آئیں تو اس نے باہر کی طرف رخ موڑ لیا۔

ایک لمبی خاموش مسافت کے بعد وہ گھر پہنچ چکی تھی۔ وہ گاڑی سے اترتے ہی سامان لیکر اندر بھاگ گئی۔ اس نے فرحان کو اندر آنے کا بھی نہیں کہا تھا۔ وہ بے بسی سے اسے دیکھتا رہ گیا جبکہ روم میں آکر وہ نہ جانے کتنی دیر بیڈ پر گری رہی۔ اس کی نظروں سے وہ کین ہی نہیں جا رہا تھا۔

شام کو ممی آئیں تو انہوں نے اسے فرحان کو اندر نہ بلانے پر خوب ملامت کی۔ وہ خاموشی سے سب سنتی رہی۔ اتنی ڈانٹ کھانے کے بعد اسکا کھانا کھانے کو دل ہی نہیں کیا۔ سو سونے کے لئے روم میں آگئی۔ بنٹی خاموشی سے اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہ گیا۔

صبح نو بجے اسکی آنکھ کھلی تھی۔ بھوک کے مارے اسکا برا حال تھا۔ سو کچن میں آگئی۔ اپنے لئے آملیٹ بنا کر ابھی کھا ہی رہی تھی کہ فرحان کو اندر آتے دیکھا۔ اسکا منہ حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"مہمان کو ناشتے پر انوائیٹ کر کے میزبان خود ناشتہ کر رہا ہے۔ تھوڑا اوڈ نہیں لگتا؟" وہ شکوہ کرتا اسکے سامنے والی چیئر پر بیٹھ گیا۔ تبھی بوا ادھر آگئیں۔

For more visit (exponovels.com)

"باجی وہ آپکے والے فرحان صاحب ناشتے پر آئینگے بڑی باجی نے کہا تھا کہ آپکو بتادوں۔ ابھی تک تو آئے نہیں تھے اس لئے میں نے آپ کو نہیں اٹھایا۔ مجھے لگا آپ رات کو دیر سے سوئی ہیں تو نہ اٹھاوں"۔ وہ فرحان کے سامنے ہی اسکی متوقع آمد کی اطلاع دے رہی تھی۔ اسکے آپکے والے فرحان صاحب کہنے پر وہ مسکرادیا جبکہ اشمل پہلو بدل کر رہ گئی۔

"آپ بتادیں کیا لینگے ناشتے میں؟" ممی کی کل کی ڈانٹ کا اثر تھا جس کی وجہ سے اسے اتنی مروت سے پیش آنا پڑ رہا تھا۔

"ویسے تو مجھے ناشتے میں آملیٹ پسند ہے۔ لیکن اگر میزبان نے خود بنایا ہو تو"۔ وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر بولا۔ اشمل کا کھانا تو پہلے ہی حرام ہو گیا تھا رات کو ممی کی باتیں بھی اسے یاد تھیں سو خود ہی اٹھ گئی۔ وہ شاید اسکی بات کا مطلب نہیں سمجھی تھی۔

وہ ٹرے سجا کر لائی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ تھوڑی دیر بعد وہ اسکی پلیٹ سے ناشتہ کر رہا تھا۔

"سوری یار وہ مجھے آفس سے دیر ہو رہی تھی تو سوچا کیوں نہ یہی کھالوں۔ آپکی چائے بھی پی لی ہے میں نے"۔ وہ خالی کپ کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ وہ حیرت سے کبھی اسے تو کبھی اپنے ناشتے کے برتنوں کو دیکھ رہی تھی جو اب خالی پڑے تھے۔

"اپنی بڑی باجی کو میرا تھینکس کہیئے گا اور یہ بھی کہ ناشتہ بہت اچھا تھا"۔ وہ جاتے ہوئے بوا کو کہہ رہا تھا وہ اسکی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔

----

exponovels

کل صبح اسکی واپسی تھی۔ تیاری وہ پہلے ہی کر چکی تھی۔ ٹیرس پر کھڑی کافی پی رہی تھی جب اس نے ایک گاڑی کو اندر آتے دیکھا۔ اس میں سے ایک عورت اور دو آدمی اترے تھے۔ وہ کون تھے اندھیرے میں اسے سمجھ نہیں آیا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ ممی نے اسے بلوانے کے لئے بوا کو بھیجا۔

"کون آیا ہے بوا؟" وہ دوپٹا سلیقے سے لیتے پوچھنے لگی۔

"آپکے سسرال والے آئے ہیں"۔ اچانک کافی کا ذائقہ بدل گیا تھا۔ اس نے کپ واپس رکھ دیا۔

وہ نیچے آئی تو اسکی ساس اس سے بہت محبت سے ملی تھیں۔ سامنے صوفے پر فرحان اور اسکے ساتھ ہوٹل والا لڑکا ہی بیٹھا تھا۔ اس نے ان پر دوسری نظر نہیں ڈالی۔ تھوڑی دیر ان کے پاس بیٹھ کر وہ کچن میں چلی گئی۔ وہ بوا کے ساتھ ان کے لئے چائے کی تیاری کرنے لگی۔ چائے بوانے سرو کی تھی۔ وہ کچن میں ہی رکی رہی۔ کافی دیر کے بعد وہ ممی کے بلانے پر ہی وہاں گئی تھی۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر وہ لوگ چلے گئے تھے۔ ممی نے اس سے کوئی بات نہیں کی۔
صبح وہ جانے کے لئے تیار ہونے لگی تو ممی کمرے میں آگئیں۔

"یہ سمسٹر کب ختم ہو رہا ہے تمہارا؟" کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے وہ پوچھ رہی تھیں۔

"اگلے مہینے"۔ سر جھکائے کپڑے بیگ میں رکھتے جواب دیا گیا تھا۔

"گرمیوں کی چھٹیاں ہوں گی اس کے بعد؟" سوال روکھے لہجے میں کیا گیا تھا۔

"جی"۔

"تمہاری ساس تمہاری رخصتی کی بات کرنے آئی تھیں۔ تمہارے ابو چاہتے ہیں کہ سمر وکیشنز میں تمہاری رخصتی ہو جائے۔ باقی اپنے گھر جا کر پڑھتی رہنا"۔ وہ جانتی تھی کہ ممی اس سے پوچھ نہیں بتا رہی تھیں سو وہ خاموشی سے سب سنتی رہی۔

\-\-\-\-\-\-\-

exponovels

آخری پیپر دیکر وہ گھر جانے سے پہلے اپنے لئے کچھ ضروری چیزیں خریدنے بازار گئی تھی۔ وہاں سے واپسی پر اپنے لئے برگر لینے میکڈونلڈ چلی گئی۔ باہر نکلی تو سامنے کے منظر نے اسکے ہوش اڑا دیئے۔

فرحان اپنے ہی کسی ہم عمر سے گتھم گتھا ہو رہا تھا۔ اسکے سر سے خون بہہ رہا تھا جبکہ دوسرے لڑکے کا بازو زخمی تھا۔ بہت سے لوگ جمع تھے۔ ہوٹل والا لڑکا ان دونوں کو الگ کر رہا تھا جب اسکی نظر اشمل پر پڑی۔ کچھ لڑکے اس دوسرے لڑکے کو وہاں سے لے گئے۔

فرحان کو اس ہوٹل والے لڑکے نے کچھ کہا تو وہ تیزی سے پیچھے مڑا سامنے اشمل کو دیکھ کر وہ سٹپٹا کر رہ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ پاتا یا اس تک پہنچتا اس نے اشمل کو زمین بوس ہوتے دیکھا تھا۔

"کیسی ہو؟" اسے ہوش میں آتا دیکھ کر وہ اس کے پاس آیا تھا۔ وہ تیزی سے بیٹھ گئی۔ فرحان کے سر پر پٹی بندھی ہوئی دیکھ کر اسکا رنگ زرد پڑ گیا۔ فرحان اسکی حالت دیکھ کر تھوڑا پیچھے ہو گیا۔ وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔ اس کے چہرے سے وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ وہ کتنی ڈری ہوئی ہے۔

"آپ ٹھیک ہیں بھابھی؟" فرحان کے اشارے پر اس ہوٹل والے لڑکے نے اس سے پوچھا تھا۔ جب وہ بدستور ایسے ہی بیٹھی رہی تو وہ دونوں باہر نکل گئے۔ کافی دیر بعد جب اس کی حالت سنبھلی تو وہ اٹھ کر ہاسٹل آگئی۔ دو دن تک وہ ہاسٹل میں پڑی خود کو سنبھالتی رہی۔ دو دن بعد بخار میں تپتی گھر پہنچی تو ممی نے خوب آڑے ہاتھوں لیا۔ اس دن کے بعد اسے فرحان نظر نہیں آیا۔ یہ شاید اسکی دعاوں کا ہی نتیجہ تھا۔ اگلا سمسٹر بھی بخیر و عافیت گزرا۔

سمر وکیشن میں بابا کو پھر سے اسکی شادی کی سوجھی تھی۔ اس نے لاکھ دعائیں مانگیں مگر سب شاید سننے والے تک پہنچی ہی نہیں تھیں۔ اسکی تاریخ پکی کر دی گئی۔ تاریخ پکی ہونے سے لیکر رخصتی تک وہ مسلسل بیمار رہی تھی۔ کبھی بخار اتر جاتا تو کبھی اتنا چڑھ جاتا کہ وہ گرمی میں بھی سردی سے کانپ رہی ہوتی۔ اسکی بیماری کا کسی پر اثر ہونا تھا نہ ہی ہوا۔

exponovels

وہ رخصت ہو کر فرحان کے گھر آ گئی۔ رسموں کے بعد فرحان کی امی اسے کمرے میں بٹھا کر چلی گئیں۔ اسے اپنا سر بھاری ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔ سر میں اتنا درد تھا کہ بیان کرنا مشکل تھا۔ پہلے تو وہ سر پکڑے بیٹھی رہی پھر پانی پینے کی غرض سے اٹھی تو چکرا کر گر گئی۔ اسکے بعد کیا ہوا اسے پتا نہیں چلا۔

وہ صبح سو کر اٹھی تو فرحان سامنے صوفے پر سو رہا تھا۔ اس نے کپڑے بھی چینج نہیں کئے تھے۔ وہ اٹھ کر واش روم چلی گئی۔ واپس آئی تب بھی وہ سو رہا تھا۔ دروازے پر دستک کی آواز سے اسکی آنکھ کھلی تھی۔ اسے سامنے بیٹھا دیکھ کر وہ بغیر کچھ کہے دروازے کی طرف لپکا۔

"اشمل بیٹا کیا ہوا تھا کل؟" فرخندہ نے پیار سے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔

"پتا نہیں۔ چکر آ گیا تھا شاید"۔ وہ سر جھکائے بولی تھی۔

"چلو کوئی بات نہیں۔ ہو جاتا ہے ایسا۔ تمہیں بخار بھی تھا اس لئے ہو گیا ہو گا۔ آ جاو ساتھ ناشتہ کرتے ہیں"۔ وہ اسے پیار کرتے ہوئے بولیں۔

"تم بھی فریش ہو کر آ جاو"۔ جاتے جاتے انہوں نے فرحان کو مخاطب کیا تھا جو مسکرا کر واشروم میں گھس گیا۔

اس گھر میں اسکا تیسرا دن تھا فرحان نے اس سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ کمرے میں بھی بس سونے کے لئے ہی آتا تھا۔ رات وہ اپنی کچھ فائلز دیکھ رہا تھا۔ اشمل بیڈ پر بیٹھی اپنی ہی سوچوں میں گم تھی جب فرحان کا موبائل بجا۔ اسکرین پر کوئی نمبر تھا۔ نہ جانے کیا سوچ کر وہ لاوڈ اسپیکر آن کر کے فائل ڈھونڈنے لگا۔

"ہیلو سویٹ ہارٹ"۔ فون کے دوسری طرف سے آتی نسوانی آواز نے دونوں کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

"جب سے شادی ہوئی ہے آپ تو جیسے ہمیں بھول ہی گئے ہیں"۔ اسکی بات پر ان دونوں کی نظریں ایک دوسرے سے ٹکرائی تھیں پھر نظریں نیچی کئے وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ وہ رات بھر کمرے میں نہیں آئی۔

exponovels

صبح چار بجے کے قریب وہ کمرے میں آئی تو فرحان بیڈ پر نیم دراز سو رہا تھا۔ وہ اسکا انتظار کرتے کرتے یونہی سو گیا تھا وہ صوفے پر بیٹھی اسکے موبائل کو ہی دیکھتی رہی جیسے ابھی اس میں سے وہ لڑکی باہر نکل آئے گی۔ اس واقعے کو گزرے تین چار دن ہی ہوئے تھے جب فرخندہ نے اسے بلایا۔

"اشمل بیٹا یہ چابی لو اور فرحان کی گاڑی میں یہ باکس فرنٹ سیٹ پر رکھ دو"۔ وہ سر ہلاتی سنبھال کر باکس لیکر آئی۔ فرنٹ سیٹ پر باکس رکھ کر مڑنے ہی لگی تو ڈیش بورڈ پر پڑے میگزینز پر اسکی نظر پڑی جس میں قابل اعتراض تصاویر تھیں۔ وہ غصے سے دروازہ بند کر کے پیچھے مڑی تو سامنے فرحان کو دیکھ کر اسے کراہیت محسوس ہوئی تھی۔ پہلے تو اسے کچھ سمجھ نہیں آیا مگر گاڑی میں بیٹھتے ہی سب سمجھ گیا۔ ایک بے بس نظر اندر جاتی اشمل پر ڈال کر وہ گاڑی بھگا لے گیا۔

کافی دنوں سے وہ اشمل سے بات کرنا چاہتا تھا۔ اسے سب کلیئر کرنا چاہتا تھا۔ اس سے اپنے جزبات شیئر کرنا چاہتا تھا۔ وہ اسکے ساتھ ایک نارمل لائف گزارنا چاہتا تھا۔ جانتا تھا کہ وہ بھی اس سب کی وجہ سے مینٹلی دسٹرب ہے مگر آفس کی مصروفیات کی وجہ سے وہ لیٹ ہو جاتا تھا اور روم میں آنے سے پہلے ہی وہ سو جاتی تھی۔

آج فرحان آفس سے جلدی گھر واپس آ گیا تھا۔ وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔ فرخندہ گھر پر نہیں تھیں جبکہ اشمل کچن میں کھانا پکا رہی تھی۔ وہ کچن میں آیا تو وہ بگھار کے لئے پیاز براون کر رہی تھی۔ اس نے پیچھے سے جا کر اسکے گرد بازو پھیلائے تو بوکھلاہٹ میں اسکا ہاتھ فرائینگ پین پر پڑا اور گرم گرم تیل اچھٹ کر اسکے ہاتھ پر گر گیا۔

"آئی ایم سوری"۔ اسکا ہاتھ پکڑے وہ افسوس سے کہہ رہا تھا۔

"فریش ہو جائیں میں کھانا لگا دیتی ہوں"۔ اپنا ہاتھ اس سے چھڑا کر وہ ٹیبل سجانے لگی۔ فرحان فریش ہو کر آیا تو سامنے اشمل کے بجائے عروبہ کھڑی تھی۔

"تم یہاں ؟" وہ کچن کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے بولا کیونکہ وہ اسے بنا بتائے وہاں آئی تھی۔

"تو اور کہاں جاوں ؟" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

"ہمیں اس وقت آپ کی بہت ضرورت ہے۔ آپ خود بتائیں اس بچے کا کیا قصور ہے؟ آپ ہمیں اس طرح بیچ راستے میں نہیں چھوڑ سکتے۔ ہمیں آپ کی ضرورت ہے"۔ وہ فرحان کا ہاتھ پکڑے رونے لگی۔ فرحان اسکا سر تھپتھپاتے ہوئے اسے تسلی دینے لگا۔ تبھی فرحان کی نظر کچن کے دروازے پر پڑی جہاں اس نے اشمل کو واپس پلٹتے دیکھا تھا۔ مطلب صاف تھا کہ وہ سب سن چکی ہے۔ وہ ایک سرد آہ بھرتا عروبہ کو لیکر گھر سے باہر چلا گیا۔ کچن میں موجود وجود زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔ آنسو چہرہ بھگونے لگے تو وہ بھاگتی ہوئی کمرے میں بند ہو گئی۔

آج بھی فرحان پچھلے کئی دنوں کی طرح لیٹ آیا تھا۔ حالانکہ وہ اسے کہہ کر گیا تھا کہ جلدی واپس آجائے گا۔ اس نے آج پہلی دفعہ اس سے کچھ کہا تھا مگر وہ وعدہ کرنے کے باوجود لیٹ ہو گیا تھا۔

"کھانا لگا دوں ؟" وہ ٹیرس پر کھڑی تھی جب فرحان کو ادھر آتا ہوا دیکھ کر بولی۔

"نہیں بھوک نہیں ہے"۔ وہ اسکے ساتھ آ کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔ اسکا کندھا اشمل سے مس ہو رہا تھا۔ وہ نا محسوس طریقے سے اس سے دور ہو گئی۔

"امی سو گئیں؟" کافی دیر کی خاموشی کو فرحان کی آواز نے توڑا۔

"جی آپ کا ویٹ کرتے کرتے سو گئیں"۔ وہ گرل پر ہاتھ ٹکائے نیچے لان کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہاں آج آفس میں کام زیادہ تھا اسلئے"۔ وہ وضاحت دیتے ہوئے بولا۔ وہ جانتا تھا کہ وہ کہے گی کچھ نہیں مگر اسے تکلیف پہنچی تھی۔ وہ اسے کہہ کر گیا تھا کہ آج اسے اسکے گھر لیکر جائے گا مگر اب دس بجے واپس آرہا تھا۔

"میں نے وجہ پوچھنے کے لئے نہیں کہا۔ وہ واقعی میں انتظار کر رہی تھیں"۔ وہ ہنوز نیچے دیکھتے ہوئے بولی۔

exponovels

"پوچھا نہیں مگر پوچھنا تو چاہیئے تھا نا"۔وہ اسکا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا تو وہ ہنس دی۔

"بغیر پوچھے ہی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں تو پوچھ کر کیا کروں گی؟"وہ نہ چاہتے ہوئے بھی تلخ ہو گئی۔

"میں نے کیا غلط بیانی کی ہے؟"وہ حیران ہوتے ہوئے بولا۔

"اندر ٹیبل پر ایک فائل ہے جو آپکے آفس سے کوئی بندہ دیکر گیا ہے"۔وہ بے تاثر لہجے میں بولی۔

فرحان اسے دیکھتا رہا۔وہ آج آفس نہیں گیا تھا مگر اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اشمل کو ایسے پتا چل جائے گا۔

"اگر میں کہوں کہ مجھے کچھ کام تھا اس لئے آفس نہیں گیا تو یقین کرو گی؟"وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"صبح دس بجے سے شام نو بجے تک ہاسپٹل میں ہونے کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ کوئی مجبوری تھی"۔وہ اپنا رخ دوبارہ موڑتے ہوئے بولی۔

"تم جاسوسی کرتی ہو میری؟"وہ حیرت سے بولا۔یہ بات تو آفس میں بھی کسی کو پتا نہیں تھی کہ وہ ہاسپٹل گیا تھا۔ عروبہ کی طبیعت خراب تھی تو وہ ارسم کے ساتھ وہیں موجود تھا۔ارسم کی بہنوں نے عروبہ کے خلاف محاذ کھول رکھا تھا۔اسی لئے وہ اس دن بھی اس کے پاس آئی تھی۔وہ تینوں سکول لائف سے دوست تھے۔

"کپڑے بیڈ پر رکھے ہیں چینج کر لیں"۔وہ کہتے ہی روم میں چلی گئی۔

فرحان بس اسے دیکھ کر رہ گیا۔

وہ امی کے ساتھ واک پر جا رہی تھی جب فرحان واپس آیا۔وہ دونوں اکثر رات کو گھر کے پاس واک کیا کرتی تھیں۔امی نے اشمل کو اسے کھانا دینے کا کہا تو وہ کچن میں چلی گئی۔فرحان ان کے ساتھ وہیں بیٹھ گیا۔

"تم اسے اسکے گھر کب لے کر جا رہے ہو؟"

exponovels

"اب کیا اس نے میری کمپلینز بھی کرنا شروع کر دی ہیں"۔ فرخندہ کی بات پر وہ غصے سے بولا۔ آفس میں وہ کسی کلائنٹ پر غصہ تھا۔ امی کی بات سن کر اسے مزید غصہ آگیا۔

"ایسا نہیں ہے۔ اس نے پرسوں پوچھا تھا کہ گھر چلی جائے اس لئے پوچھ رہی ہوں۔ پتا نہیں کس کا غصہ مجھ پر اتار رہے ہو"۔ وہ خفگی سے بولیں تو وہ شرمندگی سے ماتھا مسلنے لگا۔

"کیا ہوا ہے؟ اتنے پریشان کیوں لگ رہے ہو؟" امی فکرمندی سے بولیں۔

"کچھ نہیں بس ورک کا برڈن ہے۔" وہ انکی گود میں سر رکھتے ہوئے بولا۔

"جب فری ہو جاؤ تو لے جانا"۔ وہ اسکے بال سہلاتے ہوئے بولیں۔

"ہوں"۔

"کچھ کہنا ہے؟" وہ رات کو اسکی ٹیبل کے قریب کھڑی بات کرنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ وہ پکار اٹھا۔

"جی۔ وہ گھر۔۔۔" ابھی وہ بات ہی مکمل نہ کر پایا تھا کہ فرحان چلا اٹھا۔

"یہ تمہاری سوئی ایک ہی بات پر کیوں اٹکی ہوئی ہے؟ جانتا ہوں کہ تمہیں گھر جانا ہے۔ جب فری ہوں گا تو لے جاوں گا۔ تھوڑا سا صبر نہیں ہوتا تم سے۔ فارغ تو نہیں ہوں نا۔ سو کام ہوتے ہیں۔ اور تمہارے گھر میں ایسا کیا ہو رہا ہے جو وہاں جانے کے لئے اتنی بے چین ہو رہی ہو۔ نہ تو کوئی مرا ہے نہ ہی کوئی پیدا ہوا ہے۔ امی کو بھی پتا نہیں کیا کیا کہہ دیا ہے"۔ وہ اسے سختی سے کہتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ خاموشی سے اسکی چیزیں سمیٹنے لگی۔ آنکھیں ساتھ ساتھ برس رہی تھیں۔

غصے میں وہ گھر سے باہر نکل آیا تھا۔ باہر آکر تھوڑا ریلیکس ہوا تو اسے اندازہ ہوا کہ اسکا رویہ کچھ زیادہ ہی سخت ہو گیا تھا۔ وہ اس سے سوری کرنے کا سوچ کر واپس گھر کی طرف چل پڑا۔

وہ واپس کمرے میں آیا تو اشمل واش روم میں تھی۔ وہ وہیں بیٹھ کر اسکا انتظار کرنے لگا۔ وہ شاید شاور لے رہی تھی۔

وہ باہر آئی تو اسے اگنور کرتی ہوئی بال تولیے سے خشک کرتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

"سوری یار میں کچھ زیادہ ہی اوور ری ایکٹ کر گیا"۔ وہ چلتا ہوا اسکے پیچھے آ کھڑا ہوا۔ وہ خاموشی سے بال خشک کرتی رہی۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ ابھی بھی ناراض ہے۔

"کل دوپہر کو چلیں گے تمہارے بابا کے پاس"۔ وہ اسکا بازو تھامے اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اسکی ضرورت نہیں ہے"۔ وہ اپنا بازو چھڑاتی روم سے باہر چلی گئی۔ وہ گہرا سانس لیکر رہ گیا۔

اگلے دن دوپہر کو وہ اسے لے جانے کے لئے گھر پہنچ گیا تھا۔ وہ ناراض تھی اس لئے جلدی جلدی کام نپٹا کر واپس آیا تھا۔ گھر آتے ہی اشمل کو دیکھ کر اسکا دماغ گھوم گیا۔ وہ رف حلیے میں امی کے ساتھ کچن میں کام کروا رہی تھی۔

"یہ کیا تم تیار نہیں ہوئیں ابھی تک۔ میں نے میسج بھی کیا تھا کہ تیار رہنا"۔ وہ غصے سے بولا تو فرخندہ حیرت سے ان دونوں کو دیکھ کر پوچھنے لگیں۔

"کہیں جا رہے ہو تم لوگ؟"

"آپ کو بتایا نہیں اس نے۔ اسکے بابا کے گھر جا رہے ہیں ہم۔ تم ابھی بھی کھڑی ہو۔ چلو تیار ہو جاو"۔ پہلی بات ماں سے کہہ کر وہ اس سے بولا جو ہنوز وہیں کھڑی تھی۔

"سوری میں نے میسج نہیں دیکھا۔ دیکھا ہوتا تو بتا دیتی کہ مجھے نہیں جانا وہاں۔۔۔" ابھی وہ مزید کچھ کہتی فرحان بول اٹھا۔

"کیوں؟"

"بابا گھر نہیں ہیں تو گھر جا کر کیا کریں گے؟" وہ سر جھکا کر بولی۔

"اشمل کیا ہو گیا ہے۔ میں سچ میں بزی تھا اسی لئے نہیں جا سکے مگر اب جا سکتے ہیں"۔ وہ سمجھانے کے لئے اسکی طرف بڑھا تھا۔ ماما ان کو الجھتے دیکھ کر کچن سے جانے کے لئے مڑی ہی تھیں کہ اس نے انکا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کہاں جا رہی ہیں آپ؟ ہم لڑ نہیں رہے"۔ وہ بمشکل مسکراتے ہوئے بولی۔

"وہ سچ میں گھر نہیں ہیں۔ جب آئینگے تب چلے جائیں گے نا۔ ویسے بھی مجھے بابا سے ہی تو ملنا تھا"۔ وہ ماما کو تفصیل بتا رہی تھی۔ فرحان غصے سے سرخ چہرہ لئے اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"اب شروع کریں"۔ وہ فرحان کی ماں کو دیکھتے ہوئے بولی تو وہ کچن سے باہر نکل گیا۔

"تم ابھی تک ناراض ہو اسلئے نہیں گئیں نا؟" وہ چینج کرنے کے لئے کمرے میں آئی تو فرحان کمرے میں ہی ٹہل رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی بولا۔

"بابا گھر نہیں ہیں"۔

"کل تک تمہیں جانا تھا تب وہ گھر پر تھے۔ اب میں کہہ رہا ہوں تو آج اچانک سے بابا گھر پر نہیں ہیں"۔ وہ برا مناتے ہوئے بولا تھا۔

"جب یقین نہیں ہے تو پوچھ کیوں رہے ہیں؟" وہ غصے سے کہتی ہوئی سائیڈ سے نکل گئی۔

فرحان نے اسکے گھر کال کی تو پتا چلا کہ اسکے بابا واقعی گھر نہیں تھے۔ وہ صبح سات بجے ہی لاہور کے لئے نکل گئے تھے۔ انکی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی اور وہ جانے سے پہلے اشمل سے ملنا چاہتے تھے۔ تو وہ شاید رات یہی کہنے آئی تھی یہی بات سوچتے ہوئے اسے اب خود پر غصہ آرہا تھا۔

-----

exponovels

اگلے دن دوپہر کو کھانے کے بعد امی سونے کے لئے چلی گئیں۔ وہ تھوڑی دیر انکے پاس بیٹھ کر روم میں آگیا۔ اشمل کچن صاف کروا رہی تھی جب وہ بنا کچھ کہے اسکا ہاتھ تھامے باہر لے آیا۔ اسے گاڑی میں بٹھا کر وہ گھر سے نکل گئے۔ اشمل خاموش ہی بیٹھی رہی۔ وہ اسے لاہور لے آیا تھا۔ لاہور شہر میں داخل ہوتے ہی اس نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

"اپنی بیوی کی خواہشات کا خیال رکھنا اچھے شوہر کا فرض ہوتا ہے"۔ وہ اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔

"جانتا ہوں کہ تم مجھ سے بہت نفرت کرتی ہو مگر میں تو نہیں کرتا نا۔ ویسے بھی ہم ابھی تک ہنی مون پر نہیں گئے تھے اسلئے میں نے سوچا تم انکل سے بھی مل لینا اسکے ساتھ ہی ہم بھی تھوڑا ٹائم سپینڈ کر لیں گے۔ کیا پتا میرے لئے تمہاری نفرت کچھ کم ہو جائے"۔ وہ اسکی خاموشی کے باوجود بھی باز نہیں آ رہا تھا۔

وہ لوگ سیدھے ہاسپٹل آئے تھے۔ اسے بابا سے ملوا کر وہ ہوٹل لے آیا تھا۔ بابا کی طبیعت بہت زیادہ خراب تھی۔ اشمل انکی وجہ سے بہت پریشان ہو گئی تھی۔

"کھانا کھالو"۔ روم میں کھانا سرو کیا گیا تو وہ اسکے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے"۔ وہ ہلکا سا منمنائی۔ آواز رونے کی وجہ سے بھاری ہو رہی تھی۔

"تھوڑا سا ہی کھالو"۔ وہ نرمی سے بولا۔ اشمل نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"ادھر دیکھو۔ فرحان نے اسکا چہرہ اپنی طرف کر کے کہا۔

"اللہ نے چاہا تو وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ تم اپنی طبیعت تو خراب مت کرو۔ اس وقت انہیں دعا کی ضرورت ہے اشمل تم دعا کروا نکے لئے۔ اللہ انہیں جلد صحت یاب کر دے گا"۔ وہ اسے سمجھا رہا تھا۔ اسکی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو جاری ہو گئے۔ فرحان نے اسے اپنے ساتھ لگا لیا تو وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔ فرحان کو اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

exponovels

فرحان کے سمجھانے پر اس نے دو چار لقمے تو لے لئے تھے مگر اسے نہ جانے کیا ہوا تھا کہ ساری رات اسکا دل گھبراتا رہا تھا۔ وہ ایک پل بھی سکون سے نہیں لیٹی تھی۔ فجر کے وقت تو وہ بری طرح سے پریشان ہوئی تھی۔ فرحان بھی اسکے ساتھ ہی جاگ رہا تھا۔ وہ تشہد میں تھی جب فرحان کا فون بجا تھا۔ فون کی گھنٹی کے ساتھ ہی اسکی آنکھوں سے پانی جاری ہونے لگا تھا۔ وہ انا اللہ ہی پڑھے جا رہی تھی۔ اس سے آگے اس کی زبان پر کچھ آ ہی نہیں رہا تھا۔ پندرہ بیس منٹ وہ اسی حالت میں بیٹھی رہی۔ فرحان کو اسے ایسے دیکھ کر دکھ ہوا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ فون آنے کی وجہ جان گئی ہے۔ اس نے آگے بڑھ کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا اور اسے سلام پھیرنے کا کہا۔ اس نے سلام پھیرا تو فرحان نے اسے گلے لگا لیا۔ وہ اسکے سینے سے لگی نہ جانے کتنی دیر تک روتی رہی۔

"کیا ہوا فرحان؟ کیا سوچ رہے ہو؟" وہ آفس میں بیٹھا کسی سوچ میں گم تھا جب ارسم اندر آیا۔ اپنی محویت میں وہ ارسم کی موجودگی کا احساس ہی نہ کر سکا۔ اسلئے اسکی بات پر چونک گیا۔

"تم کب آئے؟" وہ مسکرا کر پوچھنے لگا۔ ارسم اسکے چہرے کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔ اسے وہ کچھ پریشان سا لگا۔

"ابھی آیا ہوں۔ تم بتاؤ پریشان کیوں ہو؟" وہ فکرمندی سے بولا تو فرحان اپنے بچپن کے دوست کی اسطرح فکر کرنے پر مسکرا دیا۔

"بھابھی نے کچھ کہا ہے؟" ارسم اسکے بارے میں سب جانتا تھا اسلئے سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔ اسکے سوال پر وہ مسکرا کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اسکے لبوں نے حرکت کی۔

وہ مجھ سے اکثر کہتی ہے

وہ زندگی سے لڑتی ہے

وہ کھو جانا بھی چاہتی ہے

exponovels

کھونے سے بھی وہ ڈرتی ہے

وہ کہتی ہے ہم سب کو یہاں

دو طرح جینا پڑتا ہے

اک خواب میں جینا ہوتا ہے

اک تنہائی کے جنگل میں

دونوں میں خوف کے پہرے ہیں

ان پہروں میں وہ جیتی ہے

وہ مجھ سے اکثر کہتی ہے

سب کچھ ہے اس کے پاس مگر

جانے کیوں خالی ہاتھ لئے

وہ تنہائی کے جنگل میں

ایسے ہی سوچتی رہتی ہے

کہ ایسا بھی کوئی لمحہ ہو

جب ہر رشئے اسکے ہاتھ میں ہو

جب سب کچھ اسکے بس میں ہو

تب کھو جائے تو کھو جائے

وہ نظموں میں 'وہ شعروں میں

وہ لفظوں میں مل جائے گی

exponovels

وہ خوابوں کے 'وہ یادوں کے

ان رستوں پر مل جائے گی

ایسے ہی سوچتی رہتی ہے

اور سہمی سہمی رہتی ہے

وہ مجھ سے اکثر کہتی ہے

وہ کہہ چند کر چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گیا تھا۔ ارسم اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں کے بعد وہ دوبارہ بولا۔

"جانتے ہو ارسم وہ مجھ سے کچھ نہیں کہتی۔ مگر میں اسکی آنکھوں کو، اسکے چہرے کو پڑھ سکتا ہوں۔ وہ بہت تکلیف میں ہے۔ اس نے بہت کچھ سہا ہے اپنی لائف میں۔ دو سال کی تھی وہ جب اسکی مدر کی ڈیتھ ہو گئی۔ اسکے بابا اسکے لئے ممی لے آئے جنہوں نے اسے کبھی نہیں اپنایا۔ اسکے بابا کو بھی اس سے دور کر دیا۔ دو سال کی بچی اپنے ہی گھر میں بناماں باپ کے رہی ہے کین یو امیجن؟ اسکی ممی اسے سزائیں دیتی تھیں۔ دو سال کی بچی کو جب پنش کیا جاتا ہو گا تو اس پر کیا گزرتا ہو گا ارسم؟ اسے روم میں بند کر دیا جاتا تھا۔ مار پیٹ تو روز ہی کی جاتی تھی۔ اسکے بابا نے بھی کبھی اس سے کچھ نہیں پوچھا۔ انکی ذمہ داری شاید اسکے لئے ممی لا کر پوری ہو گئی تھی"۔ وہ کہتے ہوئے استہزائیہ ہنسا۔

"چار سال کی تھی وہ جب اسکی زندگی میں بنٹی آیا۔ اسکی زمہ داری بھی اس پر ڈال دی گئی۔ ایک چار سال کی بچی جو خود کو نہیں سنبھال سکتی اسے ایک ننھے وجود کو سنبھالنا پڑا۔ اسکے لئے فیڈر بنانا۔ اسکے ڈائپرز چینج کرنا۔ رات کو وہ اٹھ جائے تو اسے جھولا جھلانا۔ کتنا مشکل ہوتا ہو گا نہ اسکے لئے؟" وہ آنکھوں میں نمی لئے بولا۔

"اپنے بابا کی بے رخی، ممی کی مار پیٹ ہی برداشت نہیں کی اس نے۔ سولہ سال کی عمر میں اپنی ممی کے بھائی سے بچنے لے کئے خودکشی کی کوشش کی۔ تین دن تک وہ بند کمرے میں بے ہوش رہی مگر اسکے باپ کو یہ خیال ہی نہیں آیا

exponovels

کہ وہ کہاں ہے۔ بنٹی جسے اسکی ضرورت ہوا کرتی تھی وہ بھی اپنی نانو کے گیا ہوا تھا۔ تیسرے دن جب وہ لوٹا تو اسی کی وجہ سے یہ بات سامنے آئی کہ وہ تین دن سے بے ہوش پڑی ہے۔ اسکی ممی نے ڈرا دھمکا کر اسے کسی کو کچھ بھی بتانے سے منع کر دیا"۔ چند لمحے وہ خاموش رہا جیسے اپنے اندر ہمت جمع کر رہا ہو۔ ارسم بالکل خاموش یہ سب سن رہا تھا۔ اسے اس بے ریا معصوم سی لڑکی سے ہمدردی ہوئی تھی جو اتنا کچھ فیس کر چکی تھی۔

"یاد ہے جس دن وہ ہمیں ہوٹل میں ملی تھی اپنی دوست کے ساتھ۔ وہ اسے بتا رہی تھی کہ اسکے بابا نے اسکی فیسز پے نہیں کی۔ وہ تب ایم فل کر رہی تھی اور اسکی رہائش اور پڑھائی کا خرچہ وہ خود اٹھا رہی تھی۔ اسکا باپ اپنے شہر کا جانا مانا بزنس مین تھا مگر اسکی بیٹی کو کوئی بھی آسائش نہیں مل سکی۔ وہ اپنی زندگی جینے کے لئے دنیا سے، خود سے جنگ لڑتی رہی۔ پھر اچانک اسکی زندگی میں زبردستی ایک ایسے شخص کو داخل کر دیا جو اسکی نظر میں شرابی تھا۔ غنڈہ گردی کیا کرتا تھا۔ جانتے ہو اسے تب کس بات کا سب سے زیادہ دکھ تھا؟ اسے یہ دکھ تھا کہ اسکے بھائی، جسے اس نے اپنے ہاتھوں سے پالا، نے اسکا ساتھ نہیں دیا۔ وہ یہ سب روک سکتا تھا مگر وہ خاموش تماشائی بنا رہا۔ اسی لئے وہ سب سے دور جانا چاہتی تھی اپنے ایم فل کے لئے"۔ اسکے بولتے ہے ایک آنسو اسکھ چہرے پر بکھرا تھا جسے اس نے مسکرا کر صاف کر دیا۔

"تمھیں پتا ہے اس سب کے باوجود اس نے کبھی بھی اپنے باپ سے نفرت نہیں کی۔ اپنے بھائی سے اور اپنے باپ سے وہ بہت محبت کرتی ہے۔ بس اپنی ممی سے اسے نہ محبت ہے نہ نفرت۔ اسکے بابا کی موت پر بنٹی اور اسکی ممی سے بھی زیادہ وہ دکھی ہے۔

وہ کسی کو کچھ بتاتی بھی نہیں ہے۔ جانتے ہو یہ سب بھی مجھے اسکی دوست حیا سے پتا چلا۔ پتا نہیں وہ ایسی کیوں ہے؟ آخری بات وہ دھیمے سے بولا تھا۔

"کیونکہ وہ بہت اچھی ہے"۔ ارسم مسکرا کر بولا تو وہ بھی مدھم سا مسکرا دیا۔

exponovels

"میں اسے بہت ساری خوشیاں دینا چاہتا ہوں ارسم۔ اتنی خوشیاں کہ وہ اپنے غموں کو بھول جائے"۔ وہ مدھم سا بولا مگر لہجہ اٹل تھا۔ ارسم نے مسکرا کر اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

بابا کی ڈیتھ کو بیس دن ہو گئے تھے۔ وہ اپنے گھر ہی تھی۔ اسکی طبیعت بہت خراب تھی پھر بھی آنے جانے والوں کا وہی خیال رکھ رہی تھی۔ ماما عدت میں تھی پھر بھی انہوں نے اسکا جینا حرام کر رکھا تھا۔ ایسے میں بنٹی ہی تھا جو اسکا خیال رکھ رہا تھا۔ بابا کے بعد وہ بہت حساس ہو گیا تھا۔ بار بار اشمل کے گلے لگ جاتا تھا۔ اشمل ہی اسے سنبھال رہی تھی۔ ممی تو اسکے رویے پر اسے جھڑک دیتی تھیں۔

بابا کی ڈیتھ کے بعد دو تین دن کے وقفے سے فرحان وہاں آتا رہتا تھا مگر اب اسکو گئے چھٹا روز تھا۔

دن بھر کی تھکی ہوئی وہ اب بھی کچن میں کھڑی چائے بنا رہی تھی۔ اسکا جسم بری طرح جل رہا تھا۔ گھر میں ممی کے گھر والے تھے۔ وہ انکے لئے چائے بنا رہی تھی۔

"کیسی ہو؟" اچانک آواز پر وہ ڈر کر اچھلی تھی۔ جس کے نتیجے میں گرم چائے اسکے ہاتھ پر گر گئی۔

"دھیان سے"۔ فرحان کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔ اسکے پاس آکر وہ اسکا ہاتھ دیکھ رہا تھا۔ اسکا ہاتھ پکڑنے پر اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ اسے تیز بخار ہے۔ اسے ہٹا کر وہ خود چائے چھاننے لگا۔

"میں کر لوں گی"۔ وہ شرمندہ ہو کر بولی مگر وہ خاموشی سے چائے چھان کر باہر لے گیا۔ جاتے جاتے وہ اسے چادر لے کر باہر آنے کا کہہ گیا تھا۔ وہ خاموشی سے اسکے کہے پر عمل کر رہی تھی۔

وہ باہر آیا تو وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ اس نے دروازہ کھول کر اسے بیٹھنے کو کہا۔ وہ اسے ڈاکٹر کے پاس لے آیا تھا۔ ڈاکٹر کو چیک کروا کر وہ واپس آ رہے تھے۔

exponovels

"تم نے کھانا کھایا ہے؟" حسب توقع اس کا سر نہ میں ہلتا دیکھ کر اس نے گاڑی کا رخ موڑ دیا۔ گاڑی ایک ریسٹورنٹ کے باہر روک کر وہ اسکا ہاتھ تھامے اسے اندر لے آیا تھا۔ آڈر بھی اس نے خود ہی دیا تھا۔ اس سے پوچھتا تو اس نے تو کچھ بتانا ہی نہیں تھا۔ وہ الٹے سیدھے لقمے لے رہی تھی۔ فرحان پہلے تو خاموشی سے اسے دیکھتا رہا پھر بول پڑا۔

"کھانا تو ٹھیک سے کھالو۔ ابھی دوائی بھی کھانی ہے"۔ اس نے ایک نظر اس پر ڈالی پھر پلیٹ پر سر جھکا لیا۔ اس کی آنکھوں میں پانی دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا۔ اس سے مزید بات کرنے کا مطلب تھا کہ وہ رو دے گی۔ پبلک پلیس پر وہ دونوں کا تماشا نہیں بنانا چاہتا تھا۔

کھانا کھا کر وہ گاڑی میں آ بیٹھے تھے۔ فرحان گھر جانے کے بجائے سڑکوں پر گاڑی لئے پھر رہا تھا۔ اسکا کملایا ہوا حال دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا تھا۔ کافی دیر کی خاموشی کے بعد وہ بولا۔

"کیا ہوا ہے؟" وہ نرمی سے بولا۔

"وہی تو سمجھ نہیں آرہا"۔ وہ بے بسی سے بولی۔

"کسی نے کچھ کہا ہے؟"

"مجھے واپس لے جائیں"۔ اسکی آواز شدت جزبات سے کپکپا اٹھی تھی۔ فرحان نے اسکی گود میں دھرے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"صبح ہی واپس چلتے ہیں"۔ اسکی چہرے پر کرب دیکھ کر وہ بس اتنا ہی کہہ سکا تھا۔ وہ فرحان کے کندھے پر سر رکھ کر رو دی۔

وہ گھر واپس آگئی تھی۔ فرخندہ سے مل کر وہ بہت روئی تھی۔ وہ اسے پیار سے سمجھا رہی تھیں۔ گھر آکر اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔ رات فرحان کمرے میں آیا تو وہ صوفے پر بیٹھی تھی۔

"ابھی تک سوئی کیوں نہیں؟" وہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔

"ایک بات سچ سچ بتائیں گے؟" وہ اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"پوچھو"۔ وہ کچھ حیران ہوتے ہوئے بولا۔

"آپ شراب نہیں پیتے نا؟" وہ اسے دیکھ کر پوچھ رہی تھی۔ دل میں یقین تھا کہ وہ شرابی نہیں ہے بس اپنا اطمینان چاہتی تھی۔ فرحان اس کے تاثرات بخوبی دیکھ رہا تھا۔ سو سب سمجھتے ہوئے مسکرا کر بولا۔

"پینا کیا میں نے تو اسے دیکھا تک نہیں ہے۔ ویسے تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"ویسے ہی"۔ وہ نظریں جھکاتے ہوئے بولی۔ فرحان کو اتنے قریب بیٹھ کر اسکا نظریں جھکانا ایک پل کو مبہوت کر گیا تھا۔ اگلے ہی پل وہ اسکے ہاتھ تھامے نرمی سے بولا۔

"تمہیں شراب پینے والوں سے ڈر لگتا ہے نا۔ میں نے دیکھا تھا تمہارے چہرے کو کین دیکھ کر بالکل سفید پڑ گیا تھا۔ اتنا کیوں ڈرتی ہو؟ کچھ اسکے لہجے کی نرمی کا اثر تھا اور کچھ دوائیوں کا کہ وہ مدھم آواز میں بولی۔

"ماما کے بھائی شراب پیتے ہیں۔ بچپن میں شراب پی کر مجھے بہت مارتے تھے۔ مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا تھا تو ساری رات لان میں دھکیل کر اندر سے لاک لگا لیتے تھے"۔ بولتے ہوئے وہ تمسخر سے مسکرائی۔

"سردیوں میں سزا کے طور پر لان میں کھڑا کر کے ٹھنڈا پانی انڈیل دیا کرتے تھے۔ بارش میں چھت پر چھوڑ آیا کرتے تھے۔ پھر جب بڑی ہوئی تو انکی نظروں کے زاویے بدل گئے۔ اپنے ہی گھر نے مجھے تحفظ فراہم کرنے سے انکار کر دیا۔

ایک رات وہ نشے کی حالت میں روم میں آ گئے۔ ان سے بچنے کے لئے میں نے پلز کھا لی تھیں۔ مجھے مرتا چھوڑ کر وہ روم لاک کر کے وہاں سے چلے گئے۔ تین دن تک میں کمرے میں بے ہوش پڑی رہی کسی نے آ کر دیکھا تک نہیں۔ جہاں گری تھی وہیں پڑی رہی۔ اسکے بعد ڈیڑھ ماہ وہ گھر نہیں آئے پھر جب بھی آئے مجھ سے دور ہی

exponovels

رہے۔شاید میں وہ سب دوبارہ نہ کروں اس لئے یا پھر بنٹی تب تک اتنا بڑا ہو گیا تھا کہ چیزوں کو سمجھنے لگ گیا تھا۔ جانتے ہیں بنٹی ہی ایک وجہ تھی جسکی وجہ سے میں زندہ رہی۔وہ کبھی میرے لئے سٹینڈ نہیں لے سکا مگر پھر بھی مجھے اس بات کا دکھ نہیں ہے۔مجھے اس سے بہت محبت ہے۔بابا نے کبھی میرے لئے کچھ ایسا نہیں کیا جو ایک باپ کو کرنا چاہیئے تھا مجھے ان سے محبت ہے مگر دکھ بہت ہے"۔نیند سے بوجھل آنکھیں لئے وہ اسے بے بسی سے بتا رہی تھی۔

فرحان جانتا تھا کہ وہ غنودگی میں اسے یہ سب بتا رہی تھی۔ورنہ وہ کبھی کچھ نہ کہتی۔اسے اس نازک سی لڑکی پر ترس آیا تھا جو اپنی زندگی میں نہ جانے کیا کچھ سہہ چکی تھی۔اس نے جھک کر اسکے ماتھے کو چوما پھر جب اسکی نیند گہری ہوئی تو آہستہ سے اٹھا کر بیڈ پر لیٹا دیا۔کتنی دیر وہ اسکے پاس بیٹھا اسکا شفاف چہرہ دیکھتا رہا۔

اسے گھر سے لوٹے چوتھا دن تھا۔اسکی طبیعت ابھی بھی خراب تھی۔سو دوپہر کا کھانا کھا کر سونے کے لئے لیٹ گئی۔ابھی اسکی آنکھ ہی لگی تھی کہ فون کی آواز پر اسکی آنکھ کھل گئی۔فرحان کا سیل کافی دیر سے بج رہا تھا وہ نہ جانے کہاں تھا۔اس نے آگے بڑھ کر فون اٹینڈ کر لیا۔

"یار فون تو اٹھا لیا کرو۔مانا کہ بیوی واپس آگئی ہے مصروف ہو گئے ہو پر ایسا بھی کیا کہ ہمارے لئے چند منٹس نہیں نکال سکتے؟" دوسری جانب سے شکوہ کیا گیا تھا۔اشمل کو اس وقت وہ فون کرنے والی زہر لگ رہی تھی۔

"فرحان گھر پر نہیں ہیں جب آئیں گے تو آپ سے بات کر لیں گے"۔سپاٹ سے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے فون پٹخ دیا۔اسکی آنکھوں سے نیند غائب ہو چکی تھی۔

رات ساڑھے بارہ بجے کے قریب فرحان کمرے میں آیا تو وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹی تھی۔وہ ایک نظر اس پر ڈال کر چینج کرنے چلا گیا۔ابھی وہ بیڈ پر بیٹھا ہی تھا کہ اشمل کی آواز پر چونکا۔

exponovels

"آپ کے لئے فون تھا کسی کا۔کافی دیر سے بج رہا تھا تو میں نے اٹھالیا۔بات کرلیں وہ انتظار کررہی ہوں گی"۔وہ چہرے پر سے بغیر ہاتھ ہٹائے بولی تھی۔فرحان لمحے کے چالیسویں حصے میں سمجھ گیا تھا کہ فون پر کون ہو سکتا ہے۔ میسج ٹائپ کر کے وہ سونے کے لئے لیٹ گیا۔

"ایک بات تو بتاو۔مجھے لڑکیوں کی کالز آتی ہیں۔تمہیں برا تو نہیں لگتا؟"سنجیدہ لہجہ بنائے انکھوں میں شرارت لئے وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"برے تو مجھے آپ بھی بہت لگتے ہیں"۔وہ سوچ کر رہ گئی۔اسکی خاموشی پر وہ دوبارہ بولا۔

"بتایا نہیں تم نے"۔

"مجھے برا لگنے سے کیا ہو گا؟"وہ سرد لہجے میں بولی تو وہ مسکراہٹ دبا گیا۔

"ہوں۔یہ بھی ہے۔خیر مجھے ایک چیز پر ہر وقت شکر ادا کرنا چاہیئے۔وہ یہ کہ میری بیوی بہت اچھی ہے۔میں کیا کرتا ہوں کیا نہیں اسے ان سب میں کوئی دلچسپی ہی نہیں ہے۔نہ وہ کسی کو میری شکایتیں لگاتی ہے اور نہ ہی مجھ سے لڑتی ہے۔اچھی بیوی ملنا بھی ایک نعمت ہے"۔

"اور برا شوہر ملنا کیا ہے؟"وہ سوچ کر رہ گئی۔

"کس چیز میں دلچسپی لوں میں.. آپکی لڑائیوں میں یا پھر ان میگزینز میں"۔وہ تلخی سے بولی تو فرحان کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"کس کس بات پر لڑوں؟یا کس کو جا کر کہوں؟اپنے گھر والوں کو جنہوں نے مجھے شیرے میں سے مکھی کی طرح نکال دیا یا پھر آنٹی کو جو یہ برداشت ہی نہیں کر سکیں گی کہ انکا بیٹا کیا کیا کرتا ہے"۔وہ تنفر سے بولی تھی۔

exponovels

"کسی چیز میں دلچسپی مت لو سوائے میرے۔ ہر بات پر لڑو۔ مجھے اچھا لگے گا تمہیں لڑتے دیکھ کر۔ اور ہاں مجھ سے ہی شکایتیں کر لیا کرو کیا پتا میں سدھر ہی جاوں"۔ وہ مسکراتے ہوئے اسے چھیڑ رہا تھا۔ اشمل نے بنا کچھ کہے کروٹ بدلی تو وہ ہنس دیا۔

"یار تم برا بہت جلدی مان جاتی ہو۔ اچھا سنو۔ ہیپی برتھ ڈے"۔ اس نے سرگوشی کی تو وہ بری طرح اچھل کر بیٹھ گئی۔

"وش کیا ہے ڈرایا تھوڑی نہ ہے"۔ وہ منہ بسورتے ہوئے بولا تھا۔

"سو جائیں"۔ وہ دوبارہ لیٹتے ہوئی بولی۔

"ایک شرط پر۔ کل ہم ڈنر باہر کریں گے۔ بولو منظور ہے؟" فرحان اسکا رخ اپنی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل بھی نہیں"۔ اس نے کہتے ہی اپنی آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

"ٹھیک ہے پھر آج نہ میں سووں گا اور نہ تمہیں سونے دوں گا"۔ اس نے بلینکٹ کھینچ لیا تھا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ؟" وہ زچ ہو کر رہ گئی تھی۔

"اب اسے بدتمیزی کہو یا غنڈہ گردی لیکن جب تک تم میرے ساتھ ڈنر پر جانے کی حامی نہیں بھرو گی تب تک تم نہیں سو سکتیں"۔ وہ ڈھٹائی سے بولتا ہوا اشمل کو زہر لگ رہا تھا۔

"بھاڑ میں جاو"۔ وہ جل کر بیڈ سے اتری تو وہ جھٹ سے اسکے سامنے آ گیا۔

"تم میری ایک بات نہیں مان سکتیں؟" وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولا تو اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے پھر سوچ لو۔ اگر تم میری بات نہیں مانو گی تو نتائج کی ذمہ دار تم خود ہو گی"۔ وہ اسکے قریب ہوتے ہوئے بولا تو وہ دو قدم پیچھے ہو گئی۔

"چل رہی ہو پھر؟" آنکھوں میں شوخی سجائے وہ استفہامیہ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ اسے بادل نخواستہ ماننا ہی پڑا۔

exponovels

"یو شڈ بی تھینک فل ٹو می۔ میں نے تمہارا برتھ ڈے اتنا سپیشل جو بنا دیا ہے"۔ کھانے کے بعد وہ چہک کر بولا تھا۔

"جس دن سے مجھے سب سے زیادہ نفرت ہے اسے اتنا سپیشل بنانے کا شکریہ"۔ وہ انتہائی سنجیدہ تھی۔ اسکا لہجہ کسی بھی تاثر سے خالی تھا۔ فرحان تھوڑا سا آگے کو جھک کر بولا۔

"تم اتنی سڑیل کیوں ہو؟" وہ انتہائی رازداری میں پوچھ رہا تھا اشمل اسی کے انداز میں آگے کو جھکی۔

"جب کسی کے سر سے چھت اور پاوں کے نیچے سے زمین چھین لی جائے پھر اسے کہا جائے کہ تمہیں تو خلا میں بھی رہنے کا حق نہیں ہے تو وہ کیا کرے؟ لائف کو انجوائے کرے؟" اسکے چہرے پر تمسخرانہ ہنسی رقصاں تھی۔

فرحان کا دل کٹ کر رہ گیا۔

"ماضی کو بھلا کر ایک نئی شروعات کرو۔ سب پرانی باتیں بھول جاو"۔ ایک دم سے فرحان نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ خاموشی سے اسکے ہاتھ کو دیکھتی رہی پھر سر جھٹک کر بولی۔

"بھول جاو۔ کہنا بہت آسان ہے۔ کرنا نہیں"۔

"کوشش تو کر کے دیکھو۔ اللہ آسانیاں پیدا کر دے گا"۔ وہ رسان سے بولا۔

"واپس چلیں؟" وہ ٹالتے ہوئے بولی تو وہ ہنس دیا۔

"میں جب بھی کوئی بات کرنا چاہوں تم ٹال کیوں دیتی ہو؟"

"کیونکہ یہ ہے ہی ایسی"۔ بنٹی ان کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا تھا۔ فرحان سے مل کر وہ اس سے مخاطب تھا۔

"کیسی ہو؟ اور کیوں بیچارے کو تنگ کر رہی ہو؟" وہ مسکراتے لہجے میں بولا مگر اس نے جواب نہیں دیا۔

"چلیں؟" اس کے کہنے پر فرحان نے اسے تاسف سے دیکھا تھا۔ بنٹی کا چہرا بھی اتر گیا۔ وہ کھڑی ہوئی تو فرحان کو بھی مجبوراً کھڑا ہونا پڑا۔

" پیپرز بن جائیں تو بتا دینا میں سائن کر دوں گی"۔ جانے سے پہلے وہ اسے کہہ رہی تھی۔ فرحان کو تو کچھ سمجھ نہیں آیا مگر بنٹی پہلو بدل کر رہ گیا۔

" تمہیں پتا ہے ابھی یہ بیچارے کیا کہہ رہے تھے۔ کہہ رہے تھے کہ ماضی کو بھلا دوں۔ فنی نا؟ کسی چیز کو بھلانا اتنا آسان ہوتا تو ماما مجھے بھول جاتیں لیکن دیکھو چاہ کر بھی وہ ایسا نہیں کر پائیں اور تم میرے سامنے ہو۔ وہ طنزاً مسکرائی تھی۔

" میں مجبور ہوں۔ چاہتا ہوں کہ تمہارا حق۔۔ " ابھی بنٹی نے بات مکمل نہیں کی تھی کہ وہ بول پڑی۔

" میرا حق "۔ ابرو اچکا کر کہتے اس نے قہقہہ لگایا تھا۔ فرحان اسکی کھوکھلی ہنسی پر بے بس سا اسے دیکھ رہا تھا۔

" میرا حق تو میرے باپ نے مجھے نہیں دیا تم کیا دو گے؟ " وہ یاسیت سے بولی تو بنٹی تڑپ اٹھا...

" اشمل پلیز "۔

" پیپرز گھر بھیج دینا "۔ وہ دوبارہ بات کاٹتے ہوئے بولی تھی اور کہتے ہی باہر نکل گئی۔ اسکی آنکھوں میں چمکتے آنسو ان دونوں سے ہی نہیں چھپ سکے تھے۔

فرحان اسکے پیچھے ہی آیا تھا۔ وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔ فرحان کے بیٹھتے ہی وہ بھی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

" اشمل... "

" پلیز کچھ مت بولیں "۔ اسکے پکارنے پر وہ نم آواز میں اتنا ہی کہہ سکی تھی۔ سارا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔

" یار تم بہت بورنگ ہو۔ نو بجے ہیں صرف اور تم ابھی سے سو رہی ہو۔ اٹھو نا مجھے باتیں کرنی ہیں تم سے۔ گڈ گرل۔ یہ کیا ہوا؟ " اسکی سرخ آنکھیں دیکھ کر حیران رہ گیا۔

exponovels

"کہیے کیا کہنا ہے؟" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔

"بنٹی کی کال آئی تھی آج۔ ملنا چاہتا ہے تم سے"۔

"آپ کا فون آف ہے کیا؟" وہ بات ٹالتے ہوئے بولی۔ فرحان نے حیرت سے اسے دیکھا پھر سر جھٹک کر بولا۔

"ہاں ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ہوا۔ بیٹری۔۔۔" اسکی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ بات کاٹتے ہوئے بولی۔

"آپکے لئے فون آیا تھا۔ وہ آپکو بلا رہی تھی"۔ لہجہ بے انتہا سرد تھا مگر اسکی بات پر وہ الجھتا ہوا اسکے لہجے پر غور نہ کر سکا۔

"مجھے۔ اس وقت؟" وہ بڑبڑاتا ہوا بیڈ سے نیچے اتر گیا۔ فون کان سے لگائے وہ کمرے سے نکل گیا۔ اسکے جاتے ہی دو آنسو اشمل کی گالوں پر پھسلے تھے جنہیں وہ بے دردی سے رگڑ کر تکیے میں منہ چھپا گئی۔

رات ایک بجے وہ واپس آیا تو وہ جاگ رہی تھی۔ فرحان نے حیرت سے اسے دیکھا جو ٹیرس پر کھڑی یک ٹک سامنے والے گھر کو گھورنے میں مگن تھی۔

"تم سوئی نہیں؟" وہ اسکے پیچھے کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔

"جسکا شوہر رات کسی عورت سے ملنے گیا ہو وہ کیسے سو سکتی ہے؟" وہ تلخی سے سوچ کر رہ گئی۔ آنکھیں رونے کی وجہ سے سرخ تھیں۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" فرحان اسکے چہرے کو نظروں کے حصار میں لیکر بولا۔

"کچھ نہیں"۔ وہ ایک لمبا سانس لے کر رہ گئی۔

"سوئی کیوں نہیں؟" وہ اسکے برابر میں کھڑا ہوتے ہوئے نرمی سے بولا۔

"آپ کیوں میری پریشانی میں گھلے جا رہے ہیں؟" وہ طنزیہ بولی تو وہ مسکرا دیا۔

exponovels

"بیوی جو ہو تم میری"۔ فرحان اسکے کندھے تھامتے ہوئے بولا تو وہ دو قدم دور ہوئی۔

"تو پھر وہ کون ہے جس کے ساتھ تھے؟" وہ سپاٹ لہجے میں بولی۔ لہجے کی طرح چہرہ بھی سپاٹ تھا۔

"کس کے ساتھ تھا میں؟" فرحان اسکا ردعمل دیکھ کر مسکرائے بنا نہیں رہ سکا۔ وہ اسکی مسکراہٹ پر جلتی کلستی کمرے سے نکل گئی۔ وہ نکل کر لان میں آ گئی تھی۔ اسکے اندر بہت زیادہ گھٹن بھر گئی تھی۔

"یار کیا ہو گیا ہے؟ یہاں اتنی ٹھنڈ میں کیوں بیٹھی ہو؟" اسکے پیچھے ہی وہ لان میں اسے منانے آیا تھا۔ اسے دیکھ کر وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔ آج شاید وہ سب کچھ کلیر کرنا چاہتی تھی۔ روز روز کے عذاب سے جان چھڑانا چاہتی تھی۔

"وہ بیوی ہے آپ کی؟"

"میری صرف ایک ہی بیوی ہے جو مجھ سے بدگمان دکھائی دے رہی ہے"۔ وہ پنجوں کے بل اسکی چیئر کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا۔

"وہ بچہ؟"

"میری بیوی مجھے اپنے قریب آنے دے تو کچھ اس بارے میں بھی سوچیں"۔ وہ شرارت سے بولا تو وہ اسکی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے بولی۔

"اسکا کیا رشتہ ہے آپ سے؟"

"یار یہ تفتیش روم میں چل کر کر لو۔ بہت ٹھنڈ ہے یہاں"۔ وہ سردی سے اسکی سرخ پڑتی ناک کو دیکھتے ہوئے بولا۔ سردی میں بنا جرسی کے وہ لان میں بیٹھی تھی۔ سردی سے ہولے ہولے اسکا وجود کانپ رہا تھا۔ اسی کے خیال سے وہ بولا تو وہ چڑ گئی۔ اسے لگا فرحان اسے ٹال رہا تھا۔

exponovels

"جائیں۔ سو جائیں"۔ وہ خفگی سے کہتی رخ پھیر گئی۔ فرحان اسکے تاثرات دیکھتے ہوئے نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا کہ جواب نہیں دونگا۔ چلو سب بتاتا ہوں"۔ وہ اسکا ہاتھ تھامے زبردستی اندر لے آیا۔ آج وہ بھی سب کچھ ٹھیک کرنا چاہتا تھا۔

"ہاں اب پوچھو۔ کیا پوچھنا ہے؟" اسے بیڈ پر بٹھا کر وہ اسکے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا۔ جوابا وہ خاموش رہی۔ کافی دیر کی خاموشی کے بعد اسکی آواز کمرے میں گونجی۔

"آپ پلیز اس سے شادی کرلیں"۔ آواز شدت جزبات سے کپکپا اٹھی تھی۔

"یار اسکا میاں اسے ڈائیورس دے تو نا"۔ وہ بظاہر سنجیدگی سے بولا۔

"کیا مطلب وہ کسی اور کی بیوی ہے اور آپ سے اسکا۔۔" وہ بے یقینی سے بولتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ گئی۔

"اللہ اللہ کرو بیوی۔ وہ میرے دوست کی بیوی ہے۔ خود بھی میری دوست ہے۔ میں کوئی آوارہ قسم کا بندہ نہیں ہوں۔ ویسے یہ بتاو تم اس سے جیلس ہو رہی تھیں نا؟" آخر میں وہ شوخ ہوتے ہوئے بولا۔

"نہیں تو میں بھلا کیوں جیلس ہوں گی؟" وہ نظریں چراتے ہوئے بولی مگر اندر کہیں اسکی بات پر اسے سکون ملا تھا۔

"تو پھر منہ کیوں پھلایا ہوا تھا؟" فرحان اسکا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے بولا تو وہ چڑ کر بولی۔

"آپ اتنی غنڈہ گردی کیوں کرتے ہیں؟"

"اوہ خدا۔ یار دو دفعہ مار پیٹ کرتے دیکھا ہے تم نے اور غنڈہ ہی بنا دیا۔ وہ اشمل کا ماتھا پیٹتے ہوئے بولا۔ اسکا خفا خفا چہرہ دیکھ کر وہ سنجیدہ ہوا۔

"یار پہلی دفعہ لڑکی کو چھیڑنے پر میں نے اسکی پٹائی کی تھی اور دوسری دفعہ چوری کرنے پر" وہ سر کھجاتا ہوا بولا۔

exponovels

"چوری کرنے پر کوئی اتنا مارتا ہے بھلا؟" وہ حیرت سے بولی۔

"مسز وہ میری کار سے ہمارے آفس کی اہم فائل چوری کر رہا تھا اور رنگے ہاتھوں پکڑے جانے پر بھی ڈھیٹ بن کر انکار کر رہا تھا۔ بس پھر مجھے غصہ آگیا"۔ آخر میں وہ معصومیت سے بولا۔

"اور وہ کین؟" فرحان کو وہ تفتیش کے موڈ میں لگ رہی تھی۔ سو مسکرا کر بولا۔

"تم نے اس دن مجھے نشے میں دیکھا تھا جب مجھے پارٹی میں دھوکے سے شراب پلا دی گئی تھی۔ میری ایک فیلو تھی۔ مجھے لائک کرتی تھی۔ اس کے تخریب کار ذہن کا پلان تھا یہ مجھے حاصل کرنے کا مگر اللہ نے اس وقت ارسم کو بھیج دیا میری ہیلپ کے لئے۔ وہ اس چڑیل سے تو مجھے بچا لیا مگر ہوٹل کے باہر کھڑی تم نے ہمیں دیکھ لیا"۔ وہ اسکی ناک دباتے ہوا بولا۔

"پھر جس دن میں تمہیں لینے گیا تھا تب ارسم کمینہ جانتا تھا کہ میں تمہارے پاس جا رہا ہوں۔ اس نے ہی کال کر کے مجھے اینویلپ کا کہا تھا اور اسی نے وہ کین رکھ دیا تھا۔ اس نے شرارت کی تھی مگر تم اتنی زیادہ سنجیدہ ہو گئیں اور ڈر بھی گئیں"۔ اسکے تفصیلا جواب پر وہ چند لمحے خاموش رہی پھر جیسے ہی اسے بولنے پر راضی دیکھا فرحان خود ہی بول پڑا۔

"وہ میگزینز بھی اسی نے رکھے تھے۔ پولیس والا ہے وہ۔ ایک رات پہلی ہی اس نے وہ اپنے کسی مجرم سے وہ پکڑے تھے اور میری گاڑی میں رکھ گیا۔ اٹھانا بھول گیا تھا مگر تم نے دیکھ لیا۔ اب تو سب کلیئر ہے؟ وہ دوبارہ سے اسکی ناک دباتا ہوا بولا تو وہ مسکرا دی۔

"اوکے تو میں پاس ہو گیا ہوں"۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"اسکا مطلب کہ۔۔۔" اسکی جزبے لٹاتی آنکھوں کو دیکھ کر وہ جھٹ سے بولی۔

"رات بہت ہو گئی ہے۔ ہمیں سو جانا چاہیئے" اس سے پہلے کہ وہ اٹھتی فرحان نے اسے اپنے حصار میں باندھ لیا۔

exponovels

"اتنے دنوں سے تمہیں سپیس دے رہا تھا تاکہ تم اس رشتے کو قبول کرو۔ اپنے خدشات کو دور کرو۔ خود مجھ سے اس سب کے متعلق پوچھو جو تمہیں پریشان کر رہا تھا۔ آج بالآخر تم نے تفتیش کر ہی لی۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ تم نے ہمارے رشتے کو قبول کر لیا ہے۔ ہے نا؟ وہ امید بھری نظروں سے اپنے حصار میں موجود اشمل سے پوچھ رہا تھا جس کی دھڑکنیں وہ خود بھی محسوس کر رہا تھا۔ اس نے حیا سے سرخ چہرے کو جھکائے اثبات میں سر ہلا دیا۔ فرحان نے مسکرا کر اسکے بالوں پر لب رکھ دیئے۔

"ایک اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔ اجازت ہے؟" وہ اسکے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے بولا تو اشمل نے حیرت سے اسکے چہرے کو دیکھا۔

"مجھے اپنی بیوی سے محبت ہے" اسکی آنکھوں میں دیکھ کر بولا تو وہ شرم سے سر جھکا گئی۔ فرحان اسکے چہرے پر حیا کے رنگ دیکھ کر مسکرا دیا۔

"جانتی ہو میرے دل کو تم کب سے اچھی لگنے لگی؟" وہ اسکے بال سہلاتے ہوئے بولا۔

"جب میں نے تمہیں ہوٹل کے باہر اپنی دوست سے باتیں کرتے دیکھا تھا۔ تمہارے چہرے پر حزن و ملال اور آنکھوں میں کرب تھا۔ پھر بھی تم اپنے آپ کو نارمل دکھانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ میں نے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا تھا جو اپنی لائف میں اتنا کچھ برداشت کر رہی تھی۔ تمہاری نم آنکھیں اور مسکراتے ہونٹ میں کبھی نہیں بھولا اشمل"۔

وہ ہونق بنی اسے دیکھ رہی تھی۔ اسکے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس دن وہ یہ سب سن لے گا۔

"تمہارے ڈیڈ اور ممی نے کیا کیا، کیا نہیں اسے بھول جاو اشمل۔ میں مانتا ہوں کہ تمہارے لئے یہ سب بھلانا آسان نہیں ہے مگر کوشش تو کر سکتی ہو نا۔ میں ہر لمحہ ہر موڑ پر تمہارے ساتھ کھڑا ہوں اشمل۔ میں تمہیں اتنی محبت دینا چاہتا ہوں کہ میری اشمل کا دامن بھر جائے اور محبت ختم نہ ہو"۔ وہ اسکا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں لئے بول رہا

exponovels

تھا۔اشمل اسکے سینے پر سر رکھے سسک دی۔

"آج آخری بار رولو اشمل۔سارا غبار نکال لو۔بس اب ان آنکھوں میں کوئی غم کا آنسو نہ ہو"۔وہ اسکی آنکھوں کو چومتے ہوئے بولا۔اشمل نے دوبارہ سر فرحان کے سینے پر رکھ دیا جس نے اسے وجود کو اپنی مہربان بانہوں میں سمیٹ لیا۔

"کس سے بات کر رہے تھے؟"وہ مندی مندی آنکھوں سے سامنے بیٹھے فرحان کو دیکھتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔وہ اسکے چہرے پر بکھرے بالوں کو سمیٹتے ہوئے بولا۔

"کسی سے بھی نہیں"۔وہ مسکرا کر بولا تھا اسلئے وہ چڑ گئی۔

"سیدھا کہہ دیں نہیں بتانا چاہتے۔بات بھی کر رہے تھے اور کہہ رہے ہیں کسی سے بھی نہیں"۔وہ خفگی سے کہتی اٹھ بیٹھی تھی۔فرحان اسکے خفا خفا چہرے کو دیکھتے ہوئے دوبارہ مسکرا دیا۔

"اچھا اب ناراض مت ہو۔اٹھ جاو مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے"۔وہ اسکے گال کھینچتے ہوئے بولا اور فون کی طرف بڑھ گیا تاکہ ناشتے کا آڈر کر سکے جبکہ وہ واشروم میں گم ہو چکی تھی۔

فرحان اسکے غصے کی وجہ سے انجان نہیں تھا۔انہیں ہنی مون پر آئے پندرہ دن ہونے کو تھے۔فرحان روز کسی سے چھپ کر کال پر بات کرتا رہتا تھا۔اسکے دو تین بار پوچھنے پر وہ ٹال گیا تو اس نے بھی پوچھنا چھوڑ دیا مگر ایک تجسس ضرور تھا اسے۔

اب بھی وہ کسی سے بات کر کے لوٹا تو وہ منہ پھلائے صوفے پر بیٹھی تھی۔ہر کال وہ اس کے سامنے اٹینڈ کیا کرتا تھا جبکہ ایک مخصوص نمبر سے آنے والی کال وہ روم سے باہر جا کر اٹینڈ کرتا تھا۔وہ اس سے کچھ چھپا رہا تھا اس لئے وہ فرحان سے خفا تھی۔اسے خفا دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔

exponovels

"یہ غبارے کی طرح منہ کیوں پھلایا ہوا ہے؟" وہ اسکے گال کھینچتے ہوئے بولا۔

"نہ کریں نا"۔ وہ خفگی سے بولی۔

"موڈ کیوں آف ہے؟" فرحان اسکے گرد بازو پھیلاتے ہوئے بولا۔

"آپ کس سے چھپ چھپ کر باتیں کرتے ہیں؟"

اسکے سوال پر وہ ہنس پڑا۔ اسکی ہنسی پر تپ کر اشمل کھڑی ہو گئی۔ جانتی تھی کہ وہ نہیں بتائے گا۔ فرحان نے دوبارہ اسے بٹھا دیا۔

"یار تمہارے لئے سرپرائز ہے"۔ وہ اسکی گود میں سر رکھتے ہوئے بولا۔

"اب سرپرائز ہے اسی لئے چھپایا ہے۔ اب خفگی چھوڑو۔ مجھے پتا ہے تمہیں سرپرائز بہت اچھا لگے گا"۔ وہ اسکے ہاتھ سہلاتے ہوئے بولا تو وہ مسکرا دی۔

"اب جلدی سے چلو شاپنگ کرنے جانا ہے اور تمہیں اپنا فیورٹ ڈنر کروانا ہے"۔ وہ اسے کھڑا کرتے ہوئے بولا تو وہ اسکے پیچھے چل پڑی۔ کل انہیں واپس جانا تھا۔

وہ دونوں دوپہر کو واپس پہنچے تھے۔ سو کھانا کھا کے آرام کرنے چلے گئے۔ شام کو ابھی وہ فریش ہو کر آئی تھی کہ اسے ملازمہ نے اطلاع دی کہ بنٹی اس سے ملنے آیا ہے۔ اتنے دنوں بعد بنٹی کا سن کر اسے خوشی ہوئی تھی۔ وہ باہر آئی تو بنٹی نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا۔ اشمل اسکی حرکت پر حیران رہ گئی۔ ایسے پہلی بار اس نے اسے گلے لگایا تھا۔

اگلی بات پر وہ مزید حیران رہ گئی تھی۔ وہ پراپرٹی میں اسکا حصہ اسے دینے آیا تھا۔ ممی کو ناراض کر کے وہ اسکا حصہ اسے دینے آیا تھا۔ وہ نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے بولی۔

exponovels

"میں ہمیشہ سے چاہتی تھی کہ کبھی تو تم ممی سے میرے لئے لڑو۔ میری فیور کرو۔ مجھے سپورٹ کرو۔ مجھے یہ سب کبھی نہیں چاہیئے تھا بنٹی۔ مجھے صرف رشتے چاہیئں تھے جو مجھے کبھی نہیں ملے۔ آج تم میرے لئے لڑ کر یہ لے آئے ہو۔

میں جانتی ہوں تم مجھ سے محبت کرتے ہو مگر میں ایسی محبت کا کیا کرتی جو نہ تو مجھے کبھی تسلی دے سکی نہ کوئی دلاسا۔ جو کبھی میری حفاظت ہی نہیں کر سکی"۔ وہ کرب سے بول رہی تھی۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔ بنٹی اسکے پاس زمین پر بیٹھ گیا۔ وہ خود بھی رو رہا تھا۔

"پلیز اشمل۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔ میں تمہارا اچھا بھائی کبھی بھی نہیں بن سکا۔ کیا کرتا میں ممی سے جب بھی تمہارے لئے بات کرنا چاہتا وہ تمہاری سزائیں سخت کر دیتیں۔ میں ڈر جاتا تھا اس لئے خاموش ہو گیا۔ تمہیں کھونا نہیں چاہتا میں اشمل۔ اس دنیا میں سب سے مخلص بہن تم ہو۔ تم نے مجھے پالا ہے ممی نے نہیں۔ بچپن سے آج تک تم نے جو محبت مجھے دی اسکا کوئی نعم البدل نہیں ہے۔ بزدل ہوں جو اپنی بہن کو تحفظ نہیں دے سکا مگر احسان فراموش نہیں ہوں اشمل۔ یہ تمہارا حصہ ہے۔ ہو سکے تو اپنے بھائی کو معاف کر دینا"۔ وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑے بولا تو وہ تڑپ کر اسکے سینے سے لگ گئی۔ سارے دکھ ساری تکلیفیں کہیں دور چلی گئی تھیں۔ بس یاد تھا تو یہ کہ اللہ نے اسکے صبر کے بدلے اسے فرحان اور بنٹی سے نواز دیا تھا۔ دل ہی دل میں وہ بار بار خدا کا شکر ادا کر رہی تھی۔

فرحان کو اسے خوش دیکھ کر تسلی ہوئی تھی۔

زندگی دور کھڑی مسکرا دی تھی۔

******_______******

The End

For more visit (exponovels.com)